جس میں ایک بہادر ترک کی جانبازی اور سرفروشی کی داستان رزمیہ انداز میں بیان کی گئی ہے ترکوں اور روسیوں کے جان توڑ مقابلے اس کتاب کی جان ہیں

شجاعت اور دلیری کا بہترین مرقع ہے

از کلام بی اے رکن ادارت ہمدم

جسے بعد اخذ حق تصنیف والی

منیجر صدیق بکڈپو لکھنؤ نے شائع کیا

بار اول ۲۰۰۰ تعداد
آٹھ آنہ

تنویر پریس لکھنؤ

قابل دید کتابین

میلاد نامہ جدید مولوی عبدالرزاق صاحب ندوی نے جدید انداز اور نئی روشنی مین یہ میلاد نامہ مرتب کیا ہے اگرچہ اس موضوع پر ہزارہا کتابین لکھی جا چکی ہین لیکن یہ کتاب اپنے رنگ مین مخصوص ہے اسمین صرف خوش اعتقادی کی دل خوشکن باتین نہین ہین بلکہ دلایل سے ثابت کیا گیا ہے کہ نبی کریمؐ کی ذات والاصفات سراپا رحمت تھی آپکے اوصاف حمیدہ اور اخلاق حسنہ کے دنیا کو کیا کیا سبق دیے ہین اس کتاب کے پڑھنے اور سننے سے دل پر عجیب اثر پڑتا ہے آپکے حیرت انگیز کارنامونکا دلچسپ تذکرہ دلون مین ولولہ پیدا کرنے کیلئے کافی ہے اس کتاب کو غیر مسلم بھی پڑھکر مستفید ہوسکتے ہین اس کتاب کے لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ خوارق عادات سے قطع نظر کرکے آپکے حالات کا صحیح صحیح نقشہ کھینچا جائے جس سے عوام پورے طور پر فائدہ اٹھا سکین اور محفل میلاد کے انعقاد کا اصل مقصد حاصل ہو اور لوگ آپکے نقش قدم پر چل کر سعادت دارین حاصل کرین قیمت ۴ر

[illegible] اسلام [illegible] ۱۱۱ہ جسمین نظام حکومت اسلامیہ اور جمہوریہ اسلامیہ کو روشنی مین لایا گیا ہے جمہوریہ اسلامیہ کا جمہوریہ فرانس سے مقابلہ کرکے ثابت کیا گیا ہے کہ اخوت اور مساوات کا جو نمونہ اسلام نے پیش کیا تھا یورپ باوجود اس تہذیب و شایستگی کے اسکی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے خلفا اور انکے حق انتخاب پر بھی بحث ہے اور شوری اور انتخاب کے مسائل مین خلفا کا طرز عمل دکھایا گیا ہے ضمنًا انقلاب فرانس کا ذکر بھی آگیا ہے جو بذات خود ایک دلچسپ تاریخی مضمون ہے جس سے اہالیان یورپ کے ہتھکنڈون اور انکے ادعاء مساوات کی قلعی کھلجاتی ہے

مہدی سوڈانی - مجاہد فی سبیل اللہ مہدی سوڈانی کے بابرکت حالات زندگی جنکی بدولت عرصہ تک انگریز سوڈان پر قابض نہو سکے شجاعت و بسالت کے وہ حیرت انگیز کارنامے اس سے ظہور مین آئے کہ ستقبین کا زمانہ یاد آگیا قابل دید ہے قیمت ۸ر

صدیق بکڈپو لکھنؤ

باب ۱

قرا مصطفیٰ آفندی

میرے والد شہر بصرہ کے ایک ملک التجار تھے اور ہمارے کئی جہاز مال سے بھرے ہوئے سواحل عرب، شام، اناطولیہ، قسطنطنیہ، یونان، مصر و ہندوستان کو آتے جاتے رہتے تھے لیکن میرے والد میں ایک عجیب بات یہ تھی کہ وہ عام سوداگروں کے خلاف سپاہی منش آدمی تھے اونکو شہسواری، تیغ زنی، شکار بالخصوص، بکری، بازداری اور شکار ماہی وغیرہ کا بہت شوق تھا اور اپنے یہ شوق پورے کرنے کے لیے وہ ہر سال چند ہفتہ کے لیے شہر موصل تشریف لیجایا کرتے تھے جہاں اون کے بڑے بھائی سوداگری اور زمینداری کیا کرتے تھے ولایت موصل کے پہاڑوں میں شکار بافراط ہوتا ہے اسی وجہ سے اونکا شوق کما حقہ پورا ہو جایا کرتا تھا لیکن جب وہ تشریف لیجاتے تھے تو اکثر بغرض تبدیلی آب و ہوا میری والدہ اور بھائی بہنوں کو بھی ساتھ لیجاتے تھے۔

ایک مرتبہ جب ہم موصل گئے تو میری عمر غالباً آٹھ سال کی ہوگی۔ اپنے چچا کے

یہان ہمنے ایک ترک کو دیکھا جو وہین رہتا تھا اور جسکے ساتھ میرے چچا ایسا ہی عمدہ سلوک کیا کرتے تھے جیسے کسی اپنے خاندانی آدمی کیساتھ ہوتا ہے۔ اس شخص کا نام قرا مصطفیٰ تھا۔ اسکی زندگی فوج مین بسر ہوئی تھی۔

یہ ترک آفندی کشیدہ قامت، قوی الجثہ، ہاتھ پاؤن کا مضبوط، سفید فام جس مین سرخی جھلکتی تھی، اور گرم و سرد زمانہ چشیدہ آدمی تھا۔ اوس کی آنکھین ترکی بڑی اور کسیقدر نیلگون تھین۔ مونچھین بڑی بڑی اور بالون مین سنہری پن نمودار تھا۔ اوس کے چہرہ سے امانت و دیانت، صاف گوئی اور متانت اسقدر ظاہر ہوتی تھی کہ آج تک ایسا مین نے کسی شخص کو نہ دیکھا تھا۔ اوسکی صورت ہمیشہ متبسم اور اوسکی آنکھین ہمیشہ مسرور نظر آتی تھین۔ یہ شخص بہت کم سخن تھا لیکن جسوقت گفتگو کرتا تو نہایت تہذیب و اخلاق سے کرتا تھا۔ یہ چھوٹے بڑے سے مہربانی پیش آتا تھا اور دوسرے آدمیون کی مدد کرنے مین اوسکو مسرت حاصل ہوتی تھی۔

ان خصوصیات کے بیان کرنیکے بعد یہ کہنا فضول ہے کہ اوسکے احباب کا حلقہ بھی بہت وسیع ہو گیا تھا۔

کچھ دن کے بعد قرا مصطفیٰ آفندی اپنے وطن جانے لگا تو لوگون کو بہت افسوس اور غم ہوا۔ کیونکہ کوئی شخص ایسا نہ تھا جو آفندی کی موجودگی سے محبت نہ کرتا ہو۔ میرے چچا کے دیہات مین اوس کا وقت زیادہ تر بسر ہوا کرتا تھا۔ یہان صنف نازک بھی اس کا بہت کچھ میل جول ہو گیا تھا لیکن اوس بندہ خدا نے کسی خاص طرف کبھی توجہ نہ کی تھی۔

الغرض جب ہم اپنے چچا کے یہان شہر موصل پہونچے تو معلوم ہوا کہ اونکا سب خاندان بغرض تبدیلی آب و ہوا کچھ فاصلہ پر اپنے ایک گاؤن مین چلا گیا تھا۔ مصطفیٰ آفندی بھی یہان موجود تھے۔ جو ہر قسم کے کھیل تماشہ مین حصہ لیتے تھے۔ یہ شخص اسقدر با قاعدہ تیر انداز تھا کہ بھاگتے گھوڑے پر سوار بندوق سے صید کے شکار کر گرا دیتا تھا۔ غلیل کا نشانہ بھی ایسا لگاتا تھا کہ غلہ چٹکی سے نکلتے ہی پیغام اجل پہنچاتا تھا۔ الغرض میرے چچا زاد بھائی سب اس شخص کی تالیق مین تھے۔ میرے پہونچنے کے بعد مجھکو بھی اون کی شاگردی مین دیدیا گیا۔ اونھون نے میرے لیے بھی ایک چھوٹی سی کمان

اور ایک لکڑی کی تلوار بنائی اور فن قادر اندازی و تیغ زنی سکھانے لگے۔

قرا مصطفیٰ آفندی ولایت ارض روم کے قصبہ قاضی کوئی کے رہنے والے تھے جو سرحد قفقاز پر واقع ہے۔ یہ قصبہ دریائے وار پر بسا ہوا ہے جو بحیرہ اسود میں جا گرتا ہے۔ فوج میں ملازم ہونے کے بعد یہ ارض روم کی قلعہ نشین فوج میں بھی رہے تھے۔ اور کچھ عرصہ آرمینیا کے شہر وان میں بھی گذارا تھا۔ اور چونکہ فوجی نقل و حرکت اوس حصہ ملک میں اکثر پیدل ہوتی ہے اسلیے وہ اس ملک کے حالات سے بخوبی واقف تھے۔ یہ شخص فی الواقع نہایت ذکی و فہیم تھا اور میرے والد نے کئی بار اوس سے تجارتی معاملات پر گفتگو کی تھی خصوصاً بحیرہ اسود کے بندرگاہوں کے متعلق بہت کچھ واقفیت حاصل کی تھی۔

میرے والد ہر سال ایک جہاز میں اعلیٰ قسم کی کھجوریں بھر کر قسطنطنیہ کو روانہ کیا کرتے تھے۔ یہاں پہونچتے ہی تمام مال ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو جاتا تھا۔ قسطنطنیہ سے یہ جہاز طرابزون، مصر اور بلاد شام کے بندرگاہوں میں مال خریدتا ہوا واپس آتا تھا۔ یہ اکثر [illegible] میوہ جات، ریشمی پارچہ جات، روغن زیتون، سنگترے اور عطریات وغیرہ لاتا تھا۔ اس میں سے اکثر مال کراچی اور بمبئی بھیجا جاتا تھا اور باقی ملکی منڈیوں میں فروخت ہوتا تھا۔

قرہ مصطفیٰ ہمارے مال کی قدر و قیمت کو بخوبی جانتا تھا۔ اور جب میرے والد نے اوس سے گفتگو کی تو اونے ہر قسم کے مال کی قیمتیں دریافت کیں۔ جب قیمتیں بتلائی گئیں تو اوسنے میرے والد کو ایک نہایت عمدہ اور مفید مشورہ دیا۔

مصطفیٰ آفندی: آپ یہاں سے مال کا جہاز بھر کر قسطنطنیہ لیجائیے اور وہاں فروخت کر کے سیدھے ارض روم پہونچیے۔ ارض روم کے قبضہ کاغناس ۱۵۔۲۰ میل کے فاصلہ پر ہے یہاں کے بندرگاہ میں جہاز ساحل کے قریب تک پہونچ سکتا ہے۔ اور مناسب موسم کی حالت میں تمام مال کشتیوں میں بھر کر جہاز پر لایا جا سکتا ہے کاغناس سے ایک منزل کے فاصلہ پر تین چھوٹے چھوٹے قصبات اور ہیں جنکے نام ولنسہ، لاغاء، سان [illegible] وغیرہ ہیں۔ ونسہ کا روغن زیتون بہت مشہور ہے وہاں اس قسم کے تیل کو کوئی شخص پسند نہیں کرتا جیسا آپ منگاتے ہیں۔ علاوہ ازیں

وہان آپ کو چوتھائی قیمت پر تمام مال مل جائے گا۔ لاغادہ مین ریشمی کپڑے
نہایت عمدہ اور ارزان مل سکتے ہین واپسی کیوقت اگر آپ چاہین تو شام سے
خشک میوہ جات وغیرہ بھر لین سمرنا کی کشمش مشہور ہے لیکن اگر آپ بحیرہ ایجین
والے جزایر یونان سے بھی مال خریدینگے تو آپکو نہایت کم قیمت پر یعنی بالکل اونے
پونے مل جائیگا علاوہ ازین آپکو بادام اور خشک میوہ جات بھی ان جزیرون کے
بکثرت اور سستے ملینگے۔ قصبہ بسان جینو سے آپکو عطریات نہایت نفیس اور سستے
ملینگے قصبہ عزاشہر مین اصلی کپڑے نہایت اچھے ہوتے ہین۔ اور وہ ارض روم
سے صرف دو تین منزل کے فاصلہ پر ہے۔ وہان سے مال بندرگاہ تک گھوڑون
گدھون اور خچرون پر بار ہوکر آسکتا ہے۔ جو نہایت سستا پڑے گا۔ یہان سے
اگر چاہین تو کچھ دور آگے بڑھکر قصبہ قاضی کوئی یعنی میرے وطن کی سیر بھی کرسکتے
ہین۔ یہان بھی نہایت عمدہ ریشمی کپڑے مل سکتے ہین۔

مصطفی آفندی نے جو کچھ مشورہ دیا تھا اوسپر میرے والد نے خوب غور وخوض
کیا اور دیکھا کہ واقعی اوس کا مشورہ نہایت فائدہ مند ثابت ہوگا۔ الغرض انہون نے
آیندہ سے اوسی مشورہ پر عمل کرنا شروع کر دیا۔

جب میری تعلیم ختم ہوگئی تو میرے والد نے مجکو بھی اپنے کاروبار مین لگا لیا
پہلے تو انہون نے بصرہ والی کوٹھیون کے تمام معاملات سمجھائے اور بعدازان وہ
مجکو بھی ہر سال جہاز پر سوار کرکے سیر وسیاحت کے لیے بھیجنے لگے۔ تاکہ مجکو تجارت
کے ہر معاملہ کا پوری طرح تجربہ حاصل ہوجائے۔ اور اوسکے ساتھ ہی نئی منڈیون
اور لوگون سے شناسائی پیدا ہوجائے۔ چنانچہ اسکے بعد مین کئی مرتبہ قسطنطنیہ سمرنا
ارض روم اور پھر وہان سے قصبہ قاضی کوئی گیا جو مصطفی آفندی کا وطن تھا۔

یہ ملک نہایت سرسبز وشاداب اور خوبصورت تھا۔ مناظر قدرت نہایت دلفریب تھے
کئی بار ایسا ہوا کہ مین ارض روم سے گھوڑے پر سوار ہوکر کاغناس گیا۔ یہ ملک میدانی ہے۔ بائین
ہاتھ سمندر کا نیلگون پانی اور داہنے ہاتھ پہاڑیان پڑتی ہین جنکا قوسی سلسلہ حضرت نوح
کے کوہ جودی تک چلا گیا ہے۔ یہی قوسی سلسلہ کوہستان کوہ قاف کہلاتا ہے۔
میدان اور دامن کوہستان بلکہ کل چھوٹی چھوٹی پہاڑیان ہر قسم کے غلہ اور میوہ جات سے

معمور تھین تمام ملک زرخیز اور سرسبز و شاداب تھا۔ اس حصہ ملک مین جسقدر بستیان نظر آئین وہ سب پرانے فیشن کی تھی قصبات و دیہات پہاڑون کی چوٹیون پر بسے ہوے نہایت خوبصورت نظر آتے تھے۔ یا ایسی جگہ آباد تھے کہ جہان محل وقوع کی وجہ سے کسی ناگہانی دشمن کے ناگہانی حملہ کا بخوبی دفاع کیا جا سکے

تمام بڑی بڑی بستیون کے گرد شہر پناہین تھین۔ اور قدیم زمانے مین جس قسم کی قلعہ بندیان ہوتی تھین اگرچہ دستبرد زمانہ سے کہین کہین شکستہ اور سرنگون ہو گئی تھین لیکن بستی مین ترکون کی مسجدین یونانیون کے گرجا اور ارمنون کی خانقاہین نظر آتی تھین۔

قصبہ کاغناس سے مین نے کسیقدر شمال کیطرف رخ کیا اور وادی دریاے وار کی سیر کرتا ہوا آگے بڑھا یہان دریا کے کنارے چلکر مین قصبہ قاضی کوئی پہونچا جو لب دریا واقع تھا۔ جون جون مین آگے بڑھتا تھا ملک کم زرخیز اور زیادہ جنگلی نظر آتا تھا۔ راستہ دشوار گذار اور پہاڑیان اونچی ہوتی جاتی تھین آگے بڑھکر تو یہ کیفیت ہو گئی کہ ایک پہاڑ پر دوسرا پہاڑ کھڑا نظر آتا تھا۔

قاضی کوئی سرحد ٹرکی و قفقاز پر واقع ہے۔ یہ قصبہ قلعہ بند ہے اور وہان ترکون کی تھوڑی سی فوج قلعہ نشین رہتی ہے لیکن قدرتی لحاظ سے اسکا محل وقوع نہایت زبردست اور مستحکم واقع ہوا ہے اور یہان ولایت ارض روم کے متعلق ایک ترکی متصرف بھی رہتا ہے۔ اور چونکہ یہ سرحدی مقام ہے اور دولت روس سے ہر وقت کھٹکا لگا رہتا تھا ہے اسلیے یہان ہمیشہ ایسا متصرف بھیجا جاتا ہے جو تدبیر مملکت کے علاوہ فنون جنگ مین بخوبی آگاہی رکھتا ہو۔

قاضی کوئی پہونچکر مین نے قرا مصطفی آفندی کو تلاش کیا۔ چنانچہ وہ ملے اور نہایت جوش محبت سے میرا خیر مقدم کیا۔

موصل سے واپس آکر انھون نے پھر فوجی خدمت کی تھی۔ اور اپنی بے نظیر شجاعت اور بسالت کیوجہ سے کپتان (یوز باشی) کے عہدہ پر ممتاز ہو گئے تھے۔ یہ ایک عزت اور مرتبہ تھا جو آفندی سپاہیون کو شاذ و نادر ہی حاصل ہوتا ہے مصطفی آفندی بستی بھر مین نہایت ہر دلعزیز تھے۔ انھون نے ایک عمدہ مکان بنا لیا تھا اور اوسی مکان مین اونکی بہن بھی اوس کا خاوند اور اونکی ایک چھوٹی سی بچی مریم رہتی تھی۔ قرا مصطفی آفندی نے خود شادی نہین کی تھی اور وہ اس مریم لڑکی کو بھی اپنا بچہ سمجھتے تھے۔

اس سفر کے بعد مجکو بہت کچھ مصروفیت رہی لیکن مین کبھی کبھی ارض روم

کے سفر کا وقت نکال لیتا تھا۔ قاضی کوئی اور ارض روم مین اگرچہ اور بھی باتین میرے لیے دلچسپی کا باعث نہین لیکن سب سے زیادہ کشش مجکو مصطفیٰ آفندی کی بھتیجی بلاتی تھی

ایک مرتبہ جب مین قاضی کوئی گیا تو مین نے مصطفیٰ آفندی کو سخت جسمانی تکلیف مین مبتلا پایا۔ اون کی ٹانگ ٹوٹ گئی تھی اور وہ صاحب فراش تھے۔ بدقسمتی سے اسوقت اونکا داماد بھی کہین باہر گیا ہوا تھا۔ قسمت کی برائی پیش آئے بغیر نہین رہتی اتفاق ایسا ہوا کہ مکان مین آگ لگ گئی اور ہر طرف شعلے بھڑکنے لگے سب سے پہلے مصطفیٰ آفندی کی بھتیجی کی آنکھ کھلی وہ غریب آگ کو مشتعل دیکھکر نہایت گھبرائی اوسنے خیال کیا کہ آگ اوس حصہ مکان مین لگی ہے جسمین مین اور مصطفیٰ آفندی پڑے سوتے ہین۔ ہمارا کمرہ اوسکے کمرہ سے کسیقدر فاصلہ پر تھا ہم دونو بڑی مشکل سے فوراً مصطفیٰ آفندی کی چارپائی باہر نکال لائے مین باہر آکر دیکھا تو آگ کے شعلے اوس کمرہ کو گھیر چکے تھے جس مین مریم لڑکی پڑی سوتی تھی۔ آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے اور اون کی لپک کمرہ کی کھڑکیون سے باہر نمودار ہونے لگی تھی۔

ہم دونون دوڑکر ایک سیڑھی اٹھا کر لائے اور جس طرح بن پڑا مین نے اس ننھی سی بچی کو ... جلتے ہوے کمرہ سے باہر نکالا۔ لیکن اس جد و جہد مین میرے ہاتھ اور بازو جھلس گئے۔

یہ بچی مصطفیٰ آفندی کی آنکھون کا تارا تھی۔

جنگ عالمگیر کے شروع ہونے پر آدمیون کی ایک زبردست سپاہ نے قصبہ قاضی کوئی فتح کر لیا تھا اور اوسپر زار روس کے گورنر نے نہایت ظالمانہ حکومت کی تھی۔ لیکن کچھ دن بعد بستی کے لوگون نے بغاوت کا علم بلند کیا۔ گورنر کو مار ڈالا اور قلعہ نشین روسی فوج کو تہ تیغ کیا اور قصبہ پر پھر ہلالی پرچم لہرا دیا۔ خود مصطفیٰ آفندی نے بھی اوس بغاوت مین زبردست حصہ لیا تھا بلکہ درحقیقت باغیون کے سرغنہ وہی تھے اور اسی کارنمایان کی وجہ سے اونکو حکومت نے یوزباشی (کپتان) کا اعلیٰ عہدہ دیا تھا۔

مصطفیٰ آفندی کے ہمسایون سے مجھے معلوم ہوا تھا کہ آفندی مذکور اس واقعہ کا تذکرہ نہین کرینگے لیکن مجکو حالات کے معلوم کرنیکا بیحد اشتیاق دامنگیر ہوا اور جب کبھی مینے حالات سننے کا اشتیاق ظاہر کیا ہمیشہ مصطفیٰ آفندی نے ہنسکر ٹال

دیا اور ادہر ادہر کی باتون مین لگالیا۔
مکان کی آگ سرد ہونیکے بعد مصطفیٰ آفندی کی بھتیجی نے میری خوب تیمارداری کی اور ہفتہ عشرہ تک
ایک ہوشیار جراح روزانہ دو وقت آکر مرہم پٹی کرتا رہا۔ میری اس اچانک تکلیف پر آفندی موصوف
کو بہت کچھ رنج ہوا تھا اور چونکہ اسوقت مین بھی صاحب فراش ہوگیا تھا اسلیے مصطفیٰ آفندی
میرا دل بہلانیکی بہت کچھ کوشش کیا کرتے تھے۔
بالآخر ایک روز مین نے بیحد اصرار کیا تو آفندی موصوف نے وعدہ کرلیا کہ وہ تمام حالات
من وعن بیان کرینگے اور اوسکے ساتھ اپنی زندگی کے بعض دلچسپ واقعات بھی بیان کرینگے۔

باب ۲

بچپن

آخر کار جب مینے بیحد اصرار کیا تو محض اس خیال سے کہ میری دل شکنی نہ ہو
قرا مصطفیٰ آفندی نے اپنے واقعات اس طرح بیان کرنے شروع کیے۔
قاضی کوئی مین میرا ایک دوست گھڑی ساز ہے اور جب وہ اپنی دکان پر کام
کرتا ہوتا ہے تو اکثر مین بھی جاکر اوس سے بات چیت کرنے لگتا ہون۔ اسکی دوکان
پر ایک بہت بڑا صندوق ہے جسمین ٹوٹی اور پرانی گھڑیون کے پرزے بیشمار اوزار
تار کی چھلیان اور دیگر دہاتون کے ٹکڑے اور دودو انچ گرد و غبار جمع ہین۔
یہ چیزین جب سے دکان کھلی ہے اوسوقت سے اس صندوق مین جمع ہوتی چلی
آتی ہین اور جو چیز وہ چاہتا ہے وہ ہاتھ ڈالکر اوس چیز کو صندوق مین سے نکال
لیتا ہے اگرچہ اوس کی دستیابی مین کسیقدر دقت ہوتی ہے اور دیر بھی لگتی ہے۔
بعینہٖ یہی حالت میرے صندوق سینہ کی ہے۔ جو کچھ واقعات مین آپسے
بیان کرونگا اون مین بہت سون کی یاد تو میرے ذہن مین خوب تازہ ہے
اور ایسا معلوم ہوتا ہے گویا وہ کل ہی گذرے ہین۔ لیکن بعض واقعات ایسے
ہین جنکو بدقت تمام صندوق سینہ سے نکالنا پڑے گا۔ اور اگرچہ امتداد زمانہ
کی گرد بھی اون واقعات پر کسی قدر جم گئی ہے لیکن مین جھاڑ پونچھکر آپ کے
سامنے پیش کرونگا میرے دل مین بھی کئی بار یہ خیال آیا تھا کہ اپنی زندگی کے دلچسپ

واقعات کسی شخص سے بیان کرون لیکن ابتک کوئی ایسا موقعہ نہین ملا تھا۔

میرے والد ایک غریب آدمی تھے جو جنگل سے لکڑیان کاٹکر یا محتاج بہم پہونچاتے تھے یعنی لکڑہارے کا کام کیا کرتے تھے۔ لیکن جوانی کے عالم مین وہ عرصہ دراز تک سلطانی فوج مین خدمات انجام دے چکے تھے میری والدہ قصبہ قسطلانہ کی رہنے والی تھین جو دریاے دار کے پار روسی علاقہ مین واقع ہے۔ مین اکثر اپنے ننہیال جایا کرتا تھا۔ میرے نانا اور نانی کا تو انتقال ہوگیا تھا لیکن میرے ماموں اور ممانی حیات تھے۔

بچپن کا حال مجھکو صرف اسقدر یاد ہے کہ ہمارے یہان ایک چھوٹی سی گاڑی تھی جسمین میرے والد جنگل سے لکڑیان کاٹکر لایا کرتے تھے۔ اس گاڑی مین ایک خچر جوتا جاتا تھا جس کا نام یاؤز تھا جسوقت صبح کو میرے والد جنگل کو روانہ ہوا کرتے تھے تو میری والدہ مجکو بھی گاڑی مین بٹھا دیا کرتی تھین۔

جنگل مین پہونچکر میرے والد ایک دوسرے لکڑہارے کی مدد سے درخت کاٹکر گرا دیتے تھے۔ اور تنے اور شاخین علیحدہ کرنیکے بعد وہ گاڑیون مین لاد لاتے تھے۔ اگرچہ گاڑی مین لکڑیان بہت زیادہ بھر دیجاتی تھین لیکن یاؤز اسقدر طاقتور تھا کہ وہ کچھ پروا نہ کرتا تھا اور تمام بوجھ گھسیٹ لاتا تھا اور رات ہونے سے پہلے ہی قصبہ مین پہونچ جاتا تھا۔

مجکو یہ زندگی بہت پسند تھی۔ مین جنگل مین ادھر ادھر گھومتا تھا اور یاؤز کے ساتھ کھیلا کرتا تھا۔ اور جسوقت میرے والد دوپہر کے وقت روکھی سوکھی روٹیان سامنے دھر دیتے تھے تو وہ مجکو بھوک کے وقت بادشاہون کے قورمہ و بریانی سے زیادہ لذیذ معلوم ہوتی تھین۔ اور جنگل کے چمکتے ہوے چشمہ کا سرد پانی بادشاہ کے سرد شربت یا آب حیات سکندری سے زیادہ روح پرور ثابت ہوتا تھا۔

کچھ دنون بعد مین بھی اسقدر قابل ہوگیا کہ اپنے والد کی تھوڑی بہت مدد کر سکتا تھا۔
مین یاؤز کی باگ پکڑ کر کھڑا ہو جاتا اور چھوٹی چھوٹی لکڑیان جمع کر کے اٹھتے وقت مدد دیتا تھا

یاؤز بہت شریر خچر تھا اجنبی آدمیون کو وہ کاٹ کھاتا تھا اور اگرچہ میرے والد ہمیشہ جانورون سے محبت سے پیش آتے تھے لیکن یاؤز کبھی کبھی انکے

حکم سے سرتابی کرگذرتا تھا۔ اور جب مانتا تھا تو نہایت منت خوشامد کے بعد مانتا تھا
لیکن میرے ساتھ اوس کا برتاؤ قطعی مختلف تھا۔ مین جو کام اوس سے لینا
چاہتا تھا۔ وہ اوسکو سمجھ جاتا تھا اور ہمیشہ بلا تاخیر انجام دیتا تھا جس کو
دیکھ دیکھ کر میرے والد بھی مسکرا دیتے تھے۔ جب مین یادو کی لگام پکڑ کر
کھڑا ہوتا تھا تو وہ آہستگی سے گردن جھکا کر اپنے لبون کو حرکت دیکر میرے
سر کو چوما کرتا اور اپنے کان پھٹ پھٹاتا تھا۔ الغرض ہم دونون مین خوب
محبت تھی۔

یادو نے مجھکو بہت سی باتین اپنے برتاؤ سے سکھا دی تھین۔ جو آیندہ
زندگی مین جانورون سے کام لینے وقت میرے خوب کام آئین۔ علاوہ ازین قصبہ
وشتری کی مسجد مین جو مولوی صاحب رہتے تھے وہ بھی قاضی کوئی کے رہنے والے
اور میرے والد کو خوب جانتے تھے۔ کبھی کبھی ہم جب اوس طرف کے جنگل مین چلے
جاتے تھے تو ندی کے کنارے پر جو مکان مولوی صاحب کا بنا ہوا تھا
اوسمین ٹھہر جاتے تھے۔ میرے والد نے مجھکو انکی شاگردی مین دیا اور انہون نے
بہت جلد مجھکو معقول طور پر لکھنا پڑھنا سکھا دیا۔

جب مین کسیقدر بڑا ہو گیا تو مین اپنے ہم عمر لڑکون کیساتھ کبھی
کھیل کود مین کچھ وقت صرف کرنے لگا اور ہم سب ملکر خوب کھیلا کرتے تھے
سب سے زیادہ مرغوب شغل مجھکو یہ معلوم ہوتا تھا کہ اونچی اونچی پہاڑون
کی چوٹیون پر چڑھا جائے۔ اس کھیل مین بہت سے ہم عمر لڑکے میرے ساتھ ہو جاتے
تھے۔ اور دو چار دن کی مشق سے ہمکو اسقدر مہارت حاصل ہو گئی تھی
کہ ہم اونچے سے اونچی پہاڑی کی چوٹی پر آسانی سے پہونچ جایا کرتے تھے۔ اپنے
ساتھیون مین مین سب سے اچھا چڑھنے والا تھا۔ لیکن دو تین لڑکے اور
بھی تھے جنکو میری طرح اس فن مین مہارت حاصل ہو گئی تھی۔ انمین سے ایک
شخص آغا یوسف اوغلو تھا جو ہمارے محلے کے ایک نائی کا لڑکا تھا یہ لڑکا
کسیقدر پست قامت اور بھاری بھرکم جسم کا آدمی تھا اور ایک ٹانگ سے کسیقدر
لنگ بھی کرتا تھا۔ یہ بہت خلیق لڑکا تھا اور کسیقدر فطرتاً بزدل بھی تھا

لیکن اوسمین ہمت بہت تھی - اور کسی مشکل یا خطرہ کو وہ ہرگز خاطر مین نہ لاتا تھا - وہ کسی مشکل کام اور کسی خطرناک بات سے کبھی منھ نہ موڑتا تھا اور قرب و جوار مین بہت ہی کم ایسے مقامات تھے جہان دوسرون کی طرح وہ نہ چڑھ سکتا ہو -

دوسرا شخص مریم نامی ایک لڑکی تھی - اسکے باپ کا انتقال ہو چکا تھا اور اسکی مان قصبہ مین ایک چھوٹی سی دکان کیا کرتی تھی - یہ لڑکی بڑی طاقتور اور متحمل مزاج تھی - اور چستی و چالاکی اوس کی رگ رگ مین بھری ہوئی تھی - اوس کو کسی بات سے ڈر نہ لگتا تھا - میرا خیال ہے کہ اگر اوس کے میرے جیسے ہاتھ پاؤن اور قد و قامت ہوتے تو وہ ضرور مجھے سبقت لیجاتی - بس اوسمین اور مجھ مین صرف یہی قدرتی کمی تھی

الغرض زمانہ اسی طرح گذرتا گیا اور ہم اس قابل ہوتے گئے کہ اپنے اپنے والدین کے کامون مین زیادہ زیادہ مدد دیتے رہین اور جب کام مین مصروفیت زیادہ ہونے لگی تو رفتہ رفتہ تمام کھیل کود مین بھی کمی ہوتی گئی -

اب زیادہ تر ایسا ہوتا تھا کہ تہوارون یا میلے ٹھیلے کے دنون مین اپنے دوستون سے ملاقات ہو جایا کرتی تھی - لیکن جہان تک لڑکیون کا تعلق تھا معاملہ دوسرا ہو گیا تھا - ہم لوگ انسے بات چیت تو کر سکتے تھے مگر ہمیشہ اون کی ماؤن یا رشتہ دارون کے سامنے اور یہ بھی بہت کم -

مریم اب حیرت سے دیکھنے کے قابل نوجوان لڑکی ہو گئی تھی - اور بستی کے بہت سے ایسے نوجوان تھے جو اوس کی طرف خاص توجہ کی نظر سے دیکھتے تھے - لیکن وہ زیادہ تر آغا یوسف اور مجھ سے رغبت رکھتی تھی لیکن اس میلان طبع کا اظہار تہوارون اور کھیل تماشہ کے وقتون مین ہوتا تھا -

اس زمانہ مین دفعتاً جنگ شروع ہو گئی - اور ہمارے سلطان اعظم کو روسیون سے لڑنے کے لیے زیادہ سپاہیون کی ضرورت ہونے لگی ٹرکی کے ہر شہر اور قصبہ کے لیے رنگروٹون کی تعداد مقرر کر دی گئی تھی جو بھرتی

ہوتے ہی صدر مقام پر بھیج دیئے جاتے تھے۔ چونکہ میرے والد بھی کسی زمانہ مین فوج سلطانی مین سپاہی رہ چکے تھے اس لیے میری بھی یہی خواہش ہوئی کہ مین بھی اپنے باپ کے نقش قدم پہ چلون گھر سے باہر نکلون اور دنیا کو دیکھون۔ اور جس طرح ہوسکے دو چار معرکون مین سرفروشانہ شرکت کرون۔ الغرض مین نے اپنے والدین کی رضامندی حاصل کر لی اور جب ہمارے یہان کے متصرف نے رنگروٹون کا مطالبہ کیا تو سب سے پہلے مین نے اپنی خدمات بطور والنٹیر پیش کین۔

میرے ساتھ ۲ رضاکار اور بھی تھے۔ چنانچہ ہمکو اگلے ہی روز فوج کے صدر مقام کو روانہ کرا یا گیا

لیکن بعد کو وہ رنگروٹ بھی بھیج دیئے گئے جو منظور ہو گئے تھے۔ ہمکو کشتی مین سوار کراکے دریائے وار کے راستہ سے روانہ کیا گیا اور ہم لوگ چند روز بعد ارض روم پہونچ گئے یہان سیکڑون ہزارون رنگروٹ موجود تھے جو ولایت کی مختلف بستیون سے آئے تھے ہم کو روزمرہ فوجی قواعد سکھائے جاتے تھے اور تمام ضابطہ کی سخت پابندی کرنی پڑتی تھی الغرض صبح سے شام تک ہم کو فوجی قواعد اور فن جنگ سے متعلق ضروری باتین سیکھنے گذرتا تھا مجکو قواعد سے خاص شوق تھا چنانچہ مین بہت جلد تمام باتین سیکھ گیا مین لکھنا پڑھنا بھی جانتا تھا۔ علاوہ ازین مین ایک قدآور جوان تھا۔ اسلیے افسرون کی مجھپر خاص نظر پڑی اور انھون نے رنگروٹون کی ایک ٹولی کا مجھکو افسر بنا دیا۔

باب ۳

روسی خزانہ کی لوٹ

ارض روم مین رہتے ہوے تین چار ماہ تک اسی قسم کی زندگی گذری۔ اب ایک زمانہ ایسا آیا کہ روزمرہ مختلف قسم کی افواہین سننے مین آنے لگین تازہ خیال عام طور پر یہ تھا کہ بہت جلد کچھ نہ کچھ ہونیوالا ہے کبھی یہ سنا جاتا تھا کہ آرمینا کے باشندون نے ترکون کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا ہے اور اون کی سرکوبی کے لیے بھیجا جاے گا کبھی یہ افواہ اڑتی تھی کہ زار روس کی فوجین ہم پر حملہ کرنے کے لیے بڑھتی چلی آرہی ہین۔ کچھ دن بعد سلطانی بیڑہ کے چند جہاز طرابزون آے اور تھوڑی سی ساحل پر فوجین اتارین۔ ان تازہ دم فوجون مین سے دو رجمنٹین ارض روم کی قلعہ نشین فوج مین بھی شامل کر دی گئین۔ اس کے ساتھ ہی دریاے وار کے کنارون پر جسقدر فوجی چوکیان قایم تھین۔ اون کے درمیان فوجی نقل و حرکت بکثرت ہو رہی تھی۔

آخرکار ہمارے جاسوسون نے اطلاع دی کہ روس کی ایک فوج وادی وزاکی مین خیمہ زن ہے اور اس کا ارادہ دریاے وار کو عبور کر کے ترکی علاقہ مین گھسنے کا ہے۔ یا کم از کم کسی ساحلی مقام پر قبضہ کرے گی۔

ارض روم کے کماندر کے پاس اسقدر فوجین نہین تھین کہ وہ سرحد کی کما حقہ حفاظت کر سکتا اس کے بس کی بات صرف اسی قدر تھی کہ دشمن کو روکے رکھے اور تازہ امداد طلب کرے۔ دو تین دن بعد ہمارے جاسوس تازہ خبرین لاے اور اون سے غنیم کے لشکر کا مفصل حال معلوم ہوا۔

اونھون نے تمام کیفیت بالتفصیل بیان کی۔ کہان مستقر ہے، کہان صدر مقام
ہے گھوڑون کا رسالہ کس طرف مقیم ہے۔ توپین کہان لگی ہین۔ خزانہ کہان ہے
وغیرہ وغیرہ۔ ان کے بیان سے معلوم ہوا کہ فوجی صدر مقام سے متصل ہی
لشکر کا خزانہ موجود ہے۔ تمام زر نقد طلائی سکون کی صورت مین چھوٹے
چھوٹے صندوقون کے اندر بھرا ہوا ہے۔ اور انمین سے دو صندوق جوڑ
کر ایک ایک خچر کی پشت پر بار کیے جاتے ہین دونون صندوقون کو
رسیون سے مضبوط باندھ دیا جاتا ہے۔

تمام کیمپ تقریباً ایک میل کے وسیع میدان مین پڑا ہوا پایا گیا
جو دریا کے کنارے دور تک چلا گیا تھا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ روسی
جاسوس ادھر ادھر ہر جگہ پھر رہے ہین جو بہت جلد پتہ لگا کر دشمن کو
آگاہ کر دینگے کہ ترکون کی فوج ارض روم مین بہت کم ہے۔

ہمارے مہتمم صاحب نے غور و خوض کے بعد یہ تجویز کیا کہ جس طرح ہو سکے
دشمن کا وقت ضائع کیا جائے اور اگر ہو سکے تو اسکو کچھ نقصان بھی پہونچایا
جائے۔ نقصان پہونچانے کی تدبیر حسب ذیل سوچی گئی۔

دو سو چیدہ سپاہی ارض روم سے ۲۵ میل کے فاصلہ پر بمقام
بیزاودن روانہ کیے جائین وہان پہونچکر یہ لوگ یہ بیان کرین کہ وہ دریا
وار کی فوجی چوکیون کو تقویت پہونچانے آئے ہین اور دریا کے بالائی علاقہ
کی طرف جائینگے غروب آفتاب تک یہ لوگ اسی قصبہ مین ٹھیرینگے بعد ازان
دریا سے پار ہو کر وہ وادی دریا ے وزالی مین ایک ایسے موقعہ پر خیمہ
کو پہونچائینگے جو اوسی لشکر سے کوئی میل بھر کے قریب ہوگا۔ یہان پہونچکر
تمام سپاہی اپنے گھوڑون کو دانہ چارہ دینگے اور اوس وقت تک انتظار کرینگے
جب تک دریا کے دوسرے کنارہ سے بندوق چلنے کی آواز سنائی دے۔

معلوم ہوا تھا کہ وادی کے جنوبی حصہ مین تمام گھاٹون پر دشمن نے
قبضہ کر رکھا ہے لیکن ہمارے جاسوسون نے اطلاع دی تھی کہ غنیم کو اپنی
کثرت پر بہت گھمنڈ ہے اس لیے اوسنے گھاٹون کی حفاظت کوئی موثر طور پر

نہین کر رکھی ہے - ایک گہرا اور تنگ گھاٹ ایسا ہے جہان کوئی محافظ تعینات نہین کیا گیا - اور نہ اوسکی کچھ پروا کی گئی -

اسی بغیر حفاظت گھاٹ پر جانے کے لیے پانسو سوارون کا ایک اور رسالہ منتخب کیا گیا ان مین سے ایک مین بھی تھا - مجھکو اس حکم سے تعجب بھی ہوا اور خوشی بھی - حکم یہ تھا کہ گھاٹ پر ایسے وقت پر پہونچا جائے کہ اوسوقت آفتاب غروب ہو چکے یہان پہونچکر ایک جماعت گھوڑے چھوڑ دے اور دریا کو عبور کرکے کنارہ کنارہ خاموشی سے جائے اور دوسرے گھاٹ کے محافظ دستہ پر عقب سے حملہ کرے - کسی قسم کا شور و غل ہرگز نہ ہونا چاہیے - اگر گھاٹ کا محافظ دستہ خوبصورتی کیساتھ قید یا قتل ہو جائے تو دوسری کارروائی کیجائے - اگر اس مہم مین کامیابی نہ ہو تو ایک ہوائی اڑائی جائے جسکو دیکھکر بیزار دن والی جماعت واپس آجائے -

اگر تمام مقصد خاطر خواہ حاصل ہوجائے تو پانسو سوارون مین بقیہ آدمی قبضہ شدہ گھاٹ کی طرف بڑھین اور وادی وزلا ؟ کے جنوب مین ایک مقام پر ٹھرین - اور جسوقت وہ وہان پہونچ جائین تو بندوق کا ایک فیر کر دین - رسالہ اپنے ساتھ معقول تعداد باربرداری کے خچرون کی لیجائے -

جسوقت آخری فیر ہو تو دونون جماعتین ایک ساتھ حملہ کرین اور غنیم کے پڑاؤ پر جا پڑین لیکن اپنی منزل مقصود صدر مقام کو قرار دینا - اگر قسمت نے یاوری کی تو بہت ممکن ہے کہ روسی سپاہ کا جنرل قتل یا اسیر ہوجائے - بہر حال ہنگامہ دار و گیر مین یہ بات یقینی ہے کہ حملہ آور فوج خزانہ کے صندوق پر ضرور قبضہ کر سکیگی - ان صندوقون کو خچرون پر بار کرکے ارض روم کو چلتا کر دیا جائے -

حملہ آور جماعتون کو چاہیے کہ جسقدر دیر تک ہوسکے ترکتازی کرتی رہے اور جسقدر نقصان دشمن کو پہونچایا جاسکے پہونچائے - بعد ازان خزانہ کے خچرون کی حفاظت کرتی ہوئی تمام جماعتین واپس چلی آئین -

الغرض جس طرح ہدایت کی گئی اوس کی تعمیل پوری کامیابی کے ساتھ

ہوئی۔ جسوقت غنیم کے لشکر پر حملہ کیا گیا تو سخت کہرام مچا۔ ہم نے جاتے ہی توپوں کے سوراخ بند کرائے اور گھوڑوں کی رسیاں کاٹ ڈالیں خیموں میں آگ لگا دی۔ لیکن ہم سے ایک بیوقوفی یہ ہوئی کہ وہاں خشک گھاس اور لکڑیوں کا ایک بہت بڑا انبار پڑا تھا اوس میں بھی ہم نے آگ لگا دی تھوڑی ہی دیر میں آگ کے شعلے اسقدر بھڑکے کہ چاروں طرف دن ہوگیا۔ اور دشمن کو ہماری قلیل جماعت کا اندازہ اس روشنی کیوجہ سے بخوبی ہوگیا۔

الغرض دشمن نے فوراً اپنے حواس درست کر لیے۔ گھوڑوں پر کاٹھیاں کسی جانے لگیں اور بہت سے جوان سوار ہو گئے اور انھوں نے مجتمع ہوکر ہم پر حملہ کر دیا۔ لیکن ہم بھی وہاں سے کسی نہ کسی طرح نکل بھاگے لیکن دشمن ہمارے تعاقب میں تیزی سے روانہ ہوا۔

لشکر سے بھاگ کر ہم لوگ وہاں پہونچے جہاں خزانہ سے لدے ہوئے خچر تھے اور ہم نے پہونچتے ہی اونکی حفاظت کرنی شروع کر دی۔ دشمن کی چند گولیاں سنسناتی ہوئیں خچر والوں کے سروں پر سے گذر گئیں۔ یہ دیکھکر خچر والے علیحدہ ہو گئے اور ادھر ادھر رات کی تاریکی میں جہاں جس کے سینگ سمائے جا چھپے۔

ہمارے آدمیوں نے خچروں کو پکڑ لیا لیکن وہ بہت بگڑے ہوئے تھے اور کام نہ دیتے تھے۔ اب پرانے دوست یاوز کا سکھایا ہوا سبق یہاں کام آیا۔ چنانچہ یہ کام میں نے ان سے ہاتھ میں لیا اور اگلے خچروں کو بہت جلد ٹھیک کر لیا۔ چنانچہ خچر بھی کان دبائے ہوئے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے۔

اسی اثناء میں ہماری جماعت دشمن کا پوری بہادری سے مقابلہ کرتی رہی۔ ہمارے آدمی ملکی حالات اور علاقہ کی کیفیت سے بخوبی واقف تھے۔ دوسرے ہمارے افسر بھی اپنے کام میں ماہر اور بہادر تھے چنانچہ تھوڑی دیر مقابلہ کرنے کے بعد ہم نے پھر قدم بڑھایا اور رات کی تاریکی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بھاگ نکلے۔ کچھ دیر بعد ہم لوگ دشمن کے تعاقب سے بچ گئے۔ اور آیندہ بلا کسی حادثہ کے خچروں کی حفاظت کرتے ہوئے ارض روم جا پہونچے۔

اگلے روز مجھکو میرے کرنل صاحب بہادر نے طلب کیا اور فرمایا کہ یہ خزانہ
جو دشمن سے لوٹا گیا ہے جہازون مین بار ہوکر قسطنطنیہ بھیجا جائیگا۔ اسکی
نگرانی کے لیے ۱۲۔ آدمیون کا ایک دستہ تعینات ہوگا جس کے سارجنٹ
تم بنادیے گئے۔

آپ اندازہ کرسکتے ہین کہ مین اس حکم کو سنکر کسقدر خوش ہوا ہونگا
گویا ایک ہی معرکہ کے بعد مین سارجنٹ بنادیا گیا یہ ترقی کبھی میرے
خواب وخیال مین بھی نہ آئی تھی علاوہ ازین مجھکو قسطنطنیہ کی سیر کا بھی
موقعہ ملا جسکی میرے دل مین عرصہ دراز سے بہت حسرت تھی۔

الغرض اگلے روز ہم خزانہ لیکر روانہ ہوگیا۔ جس جہاز مین ہم سوار
ہوے اسمین چار افسر اور ۵ ملاح تھے۔ اور اس جہاز پر ۲۶ انچ دہانہ
کی ۱۰ توپین بھی چڑھی ہوئی تھین جہاز کا تمام عملہ اچھی طرح مسلح تھا۔

اس بحری سفر مین مجھکو خوب لطف آیا۔ تمام دن آرام سے گذرتی تھی
لیکن روانگی کے چار روز بعد ہی ہمارے کپتان نے دوربین سے دو جنگی
جہاز دیکھے جو روسی معلوم ہوتے تھے۔ چنانچہ اس نے تمام انجنون کو پوری
قوت سے چلائے جانیکا حکم دیدیا اور ہم سرعت سے بآسانی نکل گئے اور خدا خدا
کرکے اسی دوڑ دھوپ کے ساتھ قسطنطنیہ پہونچے تمام خزانہ وزارت جنگ
مین دیدیا گیا اور رسید لیکر ہم مطمئن ہو گئے۔

باب ۴

ایک گہری سازش

دو چار دن ہی قسطنطنیہ کی سیر کرنے پائے تھے کہ ہمکو پھر ارض روم روانہ کر دیا گیا لیکن وہان پہونچکر مین نے دو ماہ کی رخصت لے لی اور وطن واپس چلا گیا اپنے ماں باپ کی قدمبوسی حاصل کی۔

یہان پہونچکر دیکھا گیا تو مریم کا شباب قیامت برپا کر رہا تھا۔ اسکی برق تبسم نے صدہا دلون کے خرمن صبر کو خاک کر دیا تھا اور بچہ بچہ کی زبان پر مریم کے حسن قیامت خیز کا چرچا ہو رہا۔ یہ بھی معلوم ہوا مریم کی نسبت آغا یوسف اوغلو سے ہو گئی ہے۔ اس خبر سے میرے دل کو بہت کچھ صدمہ ہوا جو مجھسے برداشت نہ ہو سکا چنانچہ مین گھر سے نکلکر فوراً اپنے ماموں سے ملنے چلا گیا۔ جو اگرچہ روسی علاقہ مین رہتے تھے لیکن محفوظ تھے۔

ایام رخصت ختم ہونے کے بعد مین پھر ارض روم کو واپس آیا۔ یہان نوجوان بے فوجین چلی آ رہی تھین اور کسی کو بات کرنے کی فرصت نہ تھی اسوقت جنگ کا دوسرا رنگ ہو گیا تھا یعنی بجائے اسکے کہ ہم مدافعانہ کارروائیان کرین ہم لوگون نے آگے بڑھکر لڑنے کی فکر کر لی تھی اور اب یہ ارادہ ہو گیا تھا کہ دریائے وار کو عبور کرکے روسی علاقہ مین جنگ کی جائے۔

اول اول تو تمام تدابیر راس آئین اور نتائج اچھے نکلتے رہے لیکن بعد ازان موسم کچھ خراب ہونے لگا۔ لیکن دشمن ہمکو روک نہین سکتا تھا

چنانچہ ترکی فوجوں نے دریائے دارکو عبور کر لیا اور قلمروئے روس میں
گھس گئیں - اب سردی زیادہ پڑنے لگی تھی - علاوہ ازیں چونکہ تمام علاقہ
کوہستانی تھا اس لیے ترقی کچھ زیادہ دیکھا سکی اور دو ہی مہینہ بعد ہم کو
موسم سرما گزارنے کے لیے بارکوں میں پناہ لینی پڑی -

ہماری رجمنٹ کی تین کمپنیاں جنہیں میری کمپنی بھی شامل تھی ایک
چھوٹے سے قصبہ الیالٹی میں قیام پذیر ہونے کے لیے بھیجی گئیں - اس
قصبے کے کوئی پانچ میل کے فاصلہ پر دریا سو بہل تھا اور ایک نہر جو شہر
کے پاس سے گزرتی تھی دریا مختلف سمتوں میں گھومتا ہوا بہتا تھا اور ایک
تنگ اور سنگلاخ گھاٹی میں سے گزر جاتا تھا - یہی قصبہ کی حفاظت کا باعث
اور قدرتی مدافعت تھی - بقیہ دیگر اطراف میں قصبہ کے چاروں طرف شہر پناہ
کی مضبوط اور بلند دیوار بنی ہوئی تھی - جس گھاٹی میں سے دریا گزرتا تھا
وہ بستی کے قریب بعض مقامات پر دس قدم سے زیادہ نہیں تھی -

اسوقت ہماری فوج کے کمان افسر لونڈی پاشا تھے جن کا درجہ
کرنیل کا تھا - بہت سخت افسر تھے اور صحیح اور اتفاق پر کوئی بات چھوڑ دینا
ہرگز پسند نہ کرتا تھا - لیکن ایسے کہ باوجود اس کے نہایت انصاف پسند [illegible]
تھے - اپنے آدمیوں سے محبت کرتے تھے اور [illegible] سے پیش آتے تھے
شہر اور فوج میں امن تھا اور معقول انتظام کر دیا گیا تھا - [illegible] فاتح اور
مفتوح دونوں میں خوش اعتمادی نظر آتی تھی - جس چیز کی ضرورت
پڑتی تھی وہ اہل شہر ہم پہونچاتے تھے ہم اونکی قیمتیں تو ضرور ادا کرتے تھے
لیکن بہت کم شہر کی آبادی روسیوں اور آرمنوں پر مشتمل تھی [illegible] میں
اوقات مقررہ پر تمام ضروری اشیا مثلاً گوشت ترکاری لکڑی کوئلہ آٹا
کپڑا وغیرہ قصبہ کے لوگ لے آتے تھے - مگر باشندے کسیقدر بدمزاج معلوم
ہوتے تھے لیکن تھے سب مطیع و منقاد -

لیکن اوائل ماہ فروری میں شہر کے باشندوں کی حالت کچھ متغیر سی نظر
آنے لگی - اب وہ منکسر المزاجی اور اطاعت گزاری کسیقدر کم ہو گئی تھی - لوگ

سینہ تان کر اور سر اٹھا کر چلتے تھے اونکے چہرون پر اطمینان برستا تھا۔ لیکن
جب کبھی ترک سپاہیون سے آنکھین دوچار ہوتین تھین تو وہ گردن
نیچے کر کے نظر بچا لیتے تھے۔ اور گویا کسی بات کو چھپانے کی کوشش
کرتے تھے۔ آخر مین نے لوگون کو آپس مین اشارہ بازی کرتے اور مسکراتے
دیکھا۔ لیکن باینہمہ وہ حسب دستور ہم لوگون کو سلام کرتے تھے اور بظاہر
اون کی اطاعت بھی بدستور سابق تھی۔ ایک روز ہمارے کمان افسر نے
مجھکو طلب کیا اور دریافت کیا کہ باشندگان شہر مین کسی قسم کا تغیر تو نظر
نہین آتا۔ اونکا برتاؤ چھوٹے بڑے افسرون اور سپاہیون سے کچھ بدل تو
نہین گیا۔ مین نے جو کچھ دیکھا تھا اوسکی تفصیل تمام اپنے افسر کو بتا دیا۔
افسر نے کہا کہ شہر والون مین اس قسم کا تغیر واقع ہونا ایک قدرتی بات ہے
ممکن ہے کہ دشمن کے ایجنٹون نے اون کو ایسی خبرین سنائی ہون جنکو
سنکر وہ خوش ہو گئے ہون۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان لوگون نے کوئی
باغیانہ سازش کر رکھی ہو اور جس کا ظہور دفعتاً ہوگا۔ مین معلوم کرنا
چاہتا ہون کہ آخر اس تغیر کے اسباب کیا ہین۔ تاکہ اونکا دفعیہ کیا جائے
میرے خیال مین لوگ بغاوت کر کے شہر اور قلعہ پر قبضہ کرنا چاہتے ہین
لیکن وہ یہ جانتے ہین کہ ہمارے سنتری غافل نہین رہتے اور نہ ہمارے
سپاہی سستی دکھلاتے ہین۔ لہذا اگر اون کا ارادہ اچانک شورش کر دینے
کا ہے تو اونکو اسکی کامیابی نہین ہو سکتی۔ لہذا اگر یہ بات معلوم ہو جائے
کہ واقعی اہل شہر نے کوئی سازش کی ہے تو وہ معمولی ہرگز نہ ہوگی بلکہ نہایت
گہری ہوگی۔ اگر دشمن نے ہم پر اچانک حملہ کر دیئے اور اہل شہر نے دفعتاً بغاوت
کر دینے کی سازش کی ہے تو وہ اوسوقت تک بے سود ہوگی جبتک لوگ
پوری طرح مسلح نہ ہون۔ لیکن آپ کو معلوم ہے کہ ہم نے اونکو احتیاط کے
ساتھ اچھی طرح غیر مسلح کر دیا تھا اور مجھکو ہرگز یقین نہین ہے کہ اوسوقت
سے ابتک ہتھیار باہر سے شہر مین خفیہ طور پر لائے گئے ہونگے۔ اب اگر
فکر کرنے کی بات ہے تو وہ صرف یہ ہے کہ کیا سواے شہر کے دروازون کے

بستی کے اندر کسی اور ذریعہ سے سامان جنگ لایا جا سکتا ہے۔ لہذا
جب تک ہم اس بات کی جانچ نہ کر لینگے اوسوقت تک ہمکو ہرگز اطمینان
نہین ہو سکتا۔ مجھکو اس بات سے اطمینان ہے کہ دریا پار سے شہر کے
اندر کوئی سامان جنگ نہین آیا۔ لیکن ذرا خیال بلکہ شک گذرتا ہے تو
صرف اوس موقعہ پر جہان دریائی تنگ گھاٹی فصیل شہر سے ملکر نکلتی
ہے۔ ممکن ہے کہ اس موقعہ پر دریا کے نیچے نیچے کوئی سرنگ لگائی گئی
ہو۔ اور اوس کو ہمارا کوئی سنتری نہ دیکھ سکا ہو۔ اور ممکن ہے کہ اوسکا
دوسرا سرا شہر کے اندر تہخانہ مین ہو۔ لیکن اگر خطرہ ہے تو صرف اسی بات
سے۔ اگر ضرورت معلوم ہوئی تو مین دریائی گھاٹی کو پوری طرح دیکھونگا
لیکن ایسا کرنے سے لوگون کو معلوم ہو جاے گا۔ لہذا مین یہ چاہتا ہون
کہ خاموشی سے اس بات کا پتہ لگا لیا جاے۔ اگر یہ بات صحیح نکلی اور کسی سرنگ
کا پتہ معلوم ہو گیا تو مین نہ صرف شہر کو بچا سکونگا بلکہ اور بھی چند باتین۔
کر سکونگا۔ یہی کام ہے جسکے لیے مین نے تمکو طلب کیا ہے۔ اب تم تمام
معاملہ بخوبی سمجھ گئے ہونگے۔ اس کام مین ذرا دانشمندی اور فراست کی ضرورت
ہے اور مین خود یہ کام کر نہین سکتا۔ اگر ایسی سرنگ واقعی موجود ہے تو یہ باور
کرنے کے وجوہ ہین کہ یہ نیا کام ہے کیونکہ شہر کے جو نقشہ جات ہمکو دستیاب
ہوے ہین ان مین اسکا کہین ذکر نہین ہے۔ لہذا مین تمکو اس معاملہ کی
تفتیش کے لیے تین دن دیتا ہون۔ لیکن تم اگر تمکو ضرورت ہو تو اچھی طرح
مسلح ہو کر نکلنا۔ شاید ضرورت پڑ جاے۔

یہ ہدایت پاکر مین اس بات سے بہت خوش ہوا کہ ایسے اہم کام کے لیے
کمانڈر نے مجھکو منتخب کیا۔ مین اکثر بندوق لیکر شکار کی تلاش مین اس پاس
کے علاقہ مین جایا کرتا تھا۔ چنانچہ مین حسب معمول دریا کے پار بندوق لیکر
نکلا۔ اس موقعہ پر چند کھیت ایسے ملے جنھون کاشتکارون نے اپنے مکانات
بھی بنا رکھے تھے۔ ان کو دیکھکر میرے دل مین خیال گذرا اگر واقعی کوئی سرنگ
کھودی گئی ہے تو ضرور انہین مکانون مین سے کسی مین اس کا دہانہ ہوگا

لیکن کسی بہانے سے ان مکانات کی دیکھ بھال کرنا محال تھا۔ مگر مین نے یہ دیکھا ایک مکان کے قریب ایک کھیت مین کھاد ڈالی جا رہی ہے اور اوسی وقت ایک شخص ایک مکان کے اندر سے نکلکر آیا اور بھری ہوئی گاڑی کھاد کی مکان کے اندر سے لاکر کھیت مین بکھیرنے لگا۔ مین اس نئے بکھرے ہوے کھاد پر سے ہوکر گذرا تو کیا دیکھتا ہون کہ اوس مین نئی کھدی ہوئی مٹی کا بھی کچھ جزو شامل ہے لیکن مین نے اس طرف بظاہر کچھ توجہ نہ کی اور کھیت والے سے یہ کہتا ہوا گذر گیا کہ امسال تو اوس کے کھیت مین خوب فصل ہوگی۔

لیکن جب دن چھپگیا تو مین گھر سے نکلا اور شہر کے اوس دروازہ پہ پہونچا جو دریا سے زیادہ فاصلہ پر تھا۔ اور چونکہ مین بلا روک ٹوک ہر جگہ اور ہر وقت آجا سکتا تھا اس لیے مین پھرتا پھرتا اوسی کھیت مین پہونچا جس کو مین شام کیوقت دیکھ چکا تھا۔ یہان کوئی شخص اس وقت موجود نہ تھا۔

بہت کچھ تلاش و تجسس کے بعد مین نے پھوس کے ایک انبار کے نیچے چند بلیان دیکھین۔ یہ بلیان اس طرح لگائی گئی تھین کہ اون سے ایک سرنگ کا دہانہ پوشیدہ ہوگیا تھا۔ مین نے ان کو خوب غور سے دیکھا۔ اور جس طریقے سے وہ رکھی گئی تھین اون کو ذہن نشین کر لیا۔ اس کے بعد مین نے اونمین سے ایک بلی نکالی اور دہانہ مین گھس گیا۔ اسوقت بوجہ اندھیرے کے کچھ نظر نہین آتا تھا لیکن مین نے روشنی کرنا مناسب نہ سمجھا۔ مین چارون ہاتھ پاؤن کے ذریعہ سے سرنگ مین گھس گیا۔ دریا کا پانی زور سے بہ رہا تھا جسکی آواز خوب سنائی دیتی تھی۔ تھوڑی دور بعد سرنگ کا راستہ دفعتہً نیچے کو اتر گیا۔ اب مجھکو معلوم ہوا کہ مین گھاٹی تک پہونچ گیا ہون۔

مین اپنے ساتھ ایک چور لالٹین بھی لیتا آیا تھا۔ چنانچہ مین نے خاموشی کیساتھ لالٹین روشن کی اور اس کے بعد تمام جگہ کا غور سے معائنہ کیا۔ مجھکو معلوم تھا کہ مجھکو ادھر کی جانب سے کوئی شخص دیکھ نہین سکتا!

سرنگ کے دہانہ پر ایک زبردست کرسی لگی ہوئی تھی جس مین ایک موٹی رسی بندھی ہوئی لٹک رہی تھی۔ سامنے والی پہاڑی پر بھی اسی طرح کی ایک کرسی موجود تھی۔ اب صاف معلوم ہو گیا تھا کہ رسّا لپیٹ کر دوسری طرف پھینکنے کے لیے باندھا گیا تھا۔ دوسری طرف پھینککر رسّا مضبوط باندھ دیا جاتا تھا اور اس طرح گویا سلسلہ مواصلات قایم ہو جاتا تھا۔

لیکن بحالت موجودہ دوسری طرف کوئی شخص ایسا موجود نہ تھا جو میرا پھینکا ہوا رسّا پکڑ سکتا۔ لہذا اب مجھکو فکر ہوئی کہ کیا کرنا چاہیے۔ مین نے نیچے کیطرف گھاٹی کو غور سے دیکھا نیچے ۴۰ فٹ کی گہرائی پر دریا کا پانی بہ رہا تھا دوسری طرف پہاڑی نہایت بلند اور عمودی شکل کی تھی۔ لیکن غور سے دیکھکر مین نے سمجھ لیا کہ اوپر چڑھنے مین زیادہ دقت نہ ہوگی مین نے لالٹین اپنے سر سے باندھ لی اور رسے پر سے نیچے پھسل گیا۔ اور دریا کے پانی مین پہونچا۔ دریا اگرچہ زور سے بہ رہا تھا اور پانی بھی گہرا تھا لیکن مین نے ہمت نہ ہاری اور بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا کہہ کر پانی مین تیر کر دریا کو عبور کر گیا۔

دوسرے کنارے پہونچکر مین نے ایک چٹان پر اپنے کپڑے نچوڑے اور بعد ازان کسیقدر دم لیکر اوپر چڑھنے لگا۔ سچ تو یہ ہے کہ مین نے ایسے کرتب ہزارون کیے تھے لیکن یہ ۴۰ فٹ کی چڑھائی میری جان کے لیے عذاب ہو گئی الغرض بصد جد و جہد مین سرنگ کے دہانہ تک پہونچا۔

مین سرنگ کے دہانہ مین خاموشی سے گھس گیا اور جب سرنگ ختم ہوئی تو کیا دیکھتا ہون کہ مین ایک کمرہ مین کھڑا ہون پہلے تو مینے چارون طرف کان لگاکر سننا شروع کیا۔ لیکن وہان سوائے خاموشی اور تاریکی کے اور کچھ نہ تھا۔ مین وہان تنہا تھا۔ لہذا مین نے ہمت کر کے لالٹین روشن کر لی۔ یہ کمرہ ایک تہخانہ تھا جسکا دروازہ مقفل تھا کمرہ مین دو بورے [illegible] ہوئی تھین علاوہ ازین بہت سے صندوق ایک دوسرے کے اوپر رکھے ہوئے تھے [illegible] دیوار کے برابر [illegible] تھین وسط مین ایک چھوٹی سی میز [illegible]

جس میں ایک لفافہ رکھا ہوا تھا۔ جو روسی زبان میں تحریر تھا۔ میں اگرچہ۔ کسی قدر روسی زبان جانتا تھا لیکن پوری طرح واقف نہ تھا۔ لیکن میں نے اس کا مفہوم سمجھ لیا۔ یہ خط شہر الوانو کی میونسپلٹی کے چیرمین کے نام آیا تھا۔ لیکن میں نے یہی مناسب سمجھا کہ اوس کی نقل کر لی جاے۔ لیکن اسوقت لکھنے پڑھنے کا کوئی سامان موجود نہ تھا۔ اس لیے مجبور ہو کر میں نے اپنے چاقو کی نوک سے الٹین کی پشت پر نقل کر لیا۔ خط کا مضمون حسب ذیل تھا۔

مضمون خط

ہم خشکی کی طرف سے رات کے دس بجے بروز چارشنبہ حملہ کرینگے لہذا تم اپنے آدمی موقعہ بموقعہ تعینات کر دو۔ لیکن اونکو حکم دیدو کہ جبتک ہم حملہ نہ کریں اوسوقت تک وہ فیر نہ کریں۔ تھانہ والے اسلحہ خانہ کو مقفل رکھو۔ اوسکی کنجی اپنی ذات خاص پر رکھو۔ جبتک اسلحہ تقسیم نہ کر چکو اوسوقت تک اس خط کا حال کسی سے بیان نہ کرو۔

اب میں اپنا کام کر چکا تھا۔ میں تھانہ سے باہر نکلا اور جس طرح آیا تھا اوسی طرح واپس ہوا تھوڑی دیر بعد میں کھیت والے مکان میں پہونچ گیا اور بچھونے اور بلیوں کو اوسی طرح رکھ دیا جس طرح وہ پیشتر سے رکھی ہوئی تھیں۔ اب میری آمد کا پتہ اگر کسی کو معلوم ہو سکتا تھا تو وہ صرف اس پانی کو دیکھکر معلوم ہو سکتا تھا جو میرے کپڑوں سے ٹپکا تھا۔

اگلے روز میں نے تمام حالات من وعن اپنے افسر سے بیان کیے وہ کچھ نہیں بولے لیکن میری کارگذاری سے بے انتہا خوش ہوے۔ انھوں نے خط کی نقل بھی اپنے پاس کر لی۔ کچھ دیر غور کیا اور پھر فرمایا۔

افسر۔ جس روز اسلحہ تقسیم ہونگے میں اوس روز تک خاموش رہونگا اور تقسیم ہونے سے صرف تین چار گھنٹہ پیشتر اسلحہ ضبط کر کے شہر کے

الغرض ہماری جماعت چپ چاپ روانہ ہوئی۔ اور جب ہم کھیت والے مکان کے قریب پہونچ گئے تو ہم نے رکجانے کا حکم دیا۔ گھوڑے باندھ دیئے گئے سامان اتار لیا گیا اور ہم دبے پاؤں مکان میں داخل ہوئے اسوقت چاروں طرف سناٹا طاری تھا اور تاریکی بھی محیط تھی۔

مختصر یہ کہ جس طرح میں اس سے قبل سرنگ میں داخل ہوا تھا اسی طرح ہم سب داخل ہوکر تہخانہ میں پہونچ گئے۔ وہاں صندوقوں میں نقلی کارتوس بھر کر اصلی نکال لیے گئے اور دریا برد کر دیئے گئے۔ بارود کی بوریاں خالی کر کے انمیں کوئلہ بھر دیا گیا اور اصلی بارود خالی بوریوں میں بھر کر ہم تہخانہ سے نکلنے کو تھے کہ افسر کو اوس خط کا خیال آگیا جو میز پر رکھا ہوا تھا خط کھول کر اوس نقل سے ملایا گیا جو میں نے افسر کو پہونچائی تھی۔ دونوں لفظ بلفظ ملتے تھے۔

تمام انتظامات خاطرخواہ کر کے ہم وہاں سے واپس ہوئے۔ اور پھر اپنے گھوڑوں پر سوار ہوکر دریا کے پل پر پہونچے۔ واضح ہو کہ ہم نے اپنے بولوں کے نیچے نمدہ باندھ رکھا تھا جسکی وجہ سے کسی قسم کا شور و غل نہ ہو سکا اور تمام کام خاطرخواہ ہوگیا۔

دن کے وقت ہم پل کا بھی معائنہ کر چکے تھے۔ پل میں خاص بات یہ تھی کہ علاوہ ان دروں کے جن میں سے پانی گذرتا تھا دونوں طرف دو چھوٹے در اور تھے۔ جو اسلیے بنائے گئے تھے کہ اگر دریا چڑھے تو کناروں کو نقصان پہونچائے بغیر ان چھوٹے دروں میں سے پانی گذر جائے ان دروں کے سوراخ کا قطر تقریباً گز بھر ہوگا پل کے جس حصے پر ہم کھڑے ہوئے تھے وہاں لکڑی اور پتھر کے چٹے لگے ہوئے تھے جو سڑک کی مرمت کے لیے جمع کیے گئے تھے۔

ہم جلدی سے پتھر خالی بوریوں میں اوٹھا کر لے گئے۔ اور چھوٹے دروں کو ڈائنامیٹ اور بارود رکھکر اون پتھروں کے ذریعہ سے مضبوط ڈاٹ لگا دی۔ جو ڈائنامیٹ ساتھ لایا تھا وہ اسوقت کام آیا۔ اسی طرح ہم نے

پل کی دوسری طرف بھی انتظام کیا۔ اور توڑے کا سرا آگ لگانے کے لیے تیار رکھا گیا۔

باب ۵

بغاوت

جب اس طرح تمام انتظامات مکمل ہو چکے تو مجھکو ہمارے کمان افسر نے طلب کیا۔ مجھکو معلوم نہین تھا کہ کیا وہ کہنے والا ہے اس لیے مین فکر مین غلطان پیچان افسر کے پاس حاضر ہوا۔

افسر۔ سارجنٹ صاحب! افسوس ہے کہ مجھے آپ کو ایک نہایت دہ اطلاع دینی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ قبل اسکے کہ شہر والے ہم پر حملہ کرین مجھے آپ کو شہر سے باہر بھیجنا پڑے گا۔

یہ حکم سنکر میرا دل بہت کچھ مضطرب ہوا اور مین نے گھبرا کر عرض کیا

مین۔ حضور مین خادم ہون۔ جان نثار کو جو حکم ملے گا اوسکی تعمیل مین ہرگز پس و پیش نہ ہوگا۔

افسر۔ ہان ملک و بات کے جان نثارون کا یہی خیال ہونا چاہیے۔ اب مین آپ کو ایک خطرہ کی جگہ بھیجنا چاہتا ہون لیکن ساتھ ہی یہ بھی خیال کر لیجیے کہ اگر آپ نے اپنے فرض کو باحسن وجوہ انجام دیا تو پھر خود عزت و آبرو اپنے ہاتھ سے فتحمندی کا سہرا آپ کے سر باندھینگی۔ دل تو یہ چاہتا تھا کہ مین خود بذات خاص اس خدمت کو انجام دون لیکن خیر چونکہ آپ قابل اعتماد شخص ہین اور فرض کا بخوبی احساس کرتے ہین اس لیے یہ کام مین آپ کے ہی سپرد کرتا ہون

مناسب سمجھتا ہوں جس روز شہر والوں کے باعث حملہ کی تاریخ مقرر ہوئی ہے اوس روز رات کیوقت تم میرے پاس ایک چور لالٹین اور دیاسلائی کا بکس لیکر آؤ۔ لیکن اتنا خیال رہے کہ لالٹین سے ذرا سی بھی روشنی باہر نہ نکلے۔ اس کے بعد تم اوس پل کے سوراخ پر کھڑے ہوجاؤگے جہان ہم نے ڈائنامیٹ لگایا ہے۔ نصف شب سے کچھ قبل دشمن تمھارے سر پر سے گذرے گا۔ اگر اون کا افسر تجربہ کار آدمی ہوگا تو پل کی حفاظت کے لیے سپاہی تعینات کردے گا۔ اور اگر اس حفاظتی دستہ کا افسر بھی کوئی چیدہ اور تجربہ کار آدمی ہوا تو وہ سب سے پہلے پل کی اچھی طرح دیکھ بھال کرے گا۔ اور یہ بھی بہت ممکن ہے کہ سپاہیوں مین سے کوئی شخص ٹہلتا پل کے نیچے چلا آئے۔ اگر خدانخواستہ ایسی کوئی بات واقع ہوئی تو سمجھ لو کہ ملک و قوم پر تمھاری جان قربان ہوگئی اور آل عثمان کا ایک فرزند رشید اپنا قومی فرض نہایت عمدہ طور پر ادا کر گیا۔ لیکن اگر تقدیر سامنے ہوئی اور دشمن نے غفلت سے کام لیا اور پل کی دیکھ بھال نہ کی تو تھوڑی دیر بعد تم پل پر سے بھاگتے ہوئے گھوڑوں اور گاڑیوں کی آواز سنو گے پس عین اسی وقت تم ڈائنامیٹ مین آگ لگادوگے اور اپنی جان بچا کر بھاگ جاؤگے۔ اگر ضرورت پڑی تو دریا مین کود پڑنا۔

افسر کا یہ حکم سنکر مین نے سلام کیا اور واپس چلا آیا۔ جس روز وقت معہود یعنی حملہ کا وقت آیا تو اہل شہر کے چہروں سے متوقع فتحمندی کی خوشی نمایاں ہو رہی تھی اونکو یہ معلوم نہین تھا کہ۔

تدبیر کند بندہ تقدیر کند خندہ

مقررہ دن کی رات کو دس بجے کے قریب مین شہر سے باہر نکلا اور کوئی نصف گھنٹہ مین ڈائنامیٹ والے پل کے نیچے پہونچ گیا۔ اور وقت کا انتظار کرنے لگا۔ اسکے بعد جو واقعہ شہر مین گذرا اوس کا حال میرے دوستون نے اس طرح بیان کیا۔

ساڑھے دس بجے رات کے ہمارے سنتریون نے اطلاع دی کہ

گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازیں آرہی ہیں اور تھوڑی دیر بعد ایک بڑی
فوج سڑک پر چلتی ہوئی نظر آئی۔ چنانچہ سنتریوں نے فوراً الارم بجایا
اور ہمارے سپاہی فصیل پر تعینات ہو گئے۔ توپوں میں گولے چڑھا
دیے گئے اور توپچی حکم کے منتظر کھڑے ہو گئے۔ یہی انتظام سب لنگچیوں
نے کیا یعنی وہ بھی تار توس چڑھا اور پیٹی باندھ کر مستعد ہو گئے۔

۱۲ بجے رات کے حکم دیا گیا کہ سب لوگ تیار رہیں۔ غالباً دشمن بلہ
کر کے سیڑھیوں کے ذریعہ قلعہ میں گھسنے کی کوشش کرے گا لہذا
فیر حملہ آوروں پر کیا جائے گا۔ اتنی بات اچھی ہوئی کہ رات چاندنی
تھی اور چاند کی روشنی تمام در و دیوار پر پھیلی ہوئی تھی۔

ٹھیک بارہ بجے رات کے ایک بگل کی آواز سنائی دی اور حملہ
شروع ہو گیا۔ دشمن کو یقین تھا کہ شہر والوں کی ٹولیاں ہم چھپا
کر دینگی اور اسلیے ہم کافی مزاحمت نہ کر سکینگے اسلیے اوس نے جماعت
بندی کر کے حملہ کیا اور سیڑھیاں لگا کر قلعہ کی دیواروں پر چڑھنے
کی کوشش کی۔ یہ سیڑھیاں بھی جرثقیل کے اصول پر بنی ہوئیں گاڑیوں
پر نصب تھیں۔ لیکن دشمن کا سامنا کھلا ہوا تھا اس لیے اوس پر ہمارا
نشانہ خوب پڑتا تھا۔ لہذا ہمارے فیروں نے اوس کی صفوں میں قیامت
برپا کر دی اور جس نے بھی آگے بڑھنے کی کوشش کی [illegible]
ہماری توپوں کے گولوں نے تمام سیڑھیوں کو پاش پاش کر دیا جب
یہ تہلکہ مچا تو دشمن کا جوش ٹھنڈا ہو گیا اور اوس کا حملہ دفعتاً رک گیا
لیکن ہمارے سپاہیوں نے دشمن کو سانس لینے اور اپنی حالت درست
کرنے کی مہلت نہ دی اور بندوقوں کی بارش سے غنیم کا استقبال کر دیا۔ اسکے
بعد دشمن کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ سر پر پاؤں رکھ کر بھاگا۔ [illegible]
ہمارے رسالہ کے دو سو جوانوں نے تعاقب کیا اور تمام مجمع کو منتشر کر دیا
دشمن کے سپاہی بھاگ کر اپنے گھوڑوں کی طرف دوڑے اور سوار ہوتے
ہی جان بچا کر [illegible] کی طرف [illegible]۔

اب میری باری آئی۔ مین بھاگتے ہوئے دشمن کی آواز پل پر سن رہا
تھا۔ پل پر دشمن کا ایک گارڈ بھی تعینات تھا۔ اون کی آوازین مین
بھی سنتا تھا لیکن سب کی نظرون سے پوشیدہ تھا۔ وقت کاٹے نہین
کٹتا تھا۔ اور چونکہ جان سب کو پیاری ہوتی ہے۔ اسلیے مین یہ بھی نہین
چاہتا تھا کہ کام ہوے بغیر جان جاے دفعتاً شہر کی طرف سے توپین
دغنے اور گولیان چلنے کی آوازین سنائی دین بعد ازان اسقدر شور وغل
سنائی دیا کہ کان بہرے ہو گئے اور پھر اسکے بعد بھاگتے ہوے گھوڑون
کی آہٹ سنائی دی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ ہماری فتح ہوئی اور دشمن
شکست کھا کر سر پر پاؤن رکھے بھاگ رہا ہے۔ جس وقت گھوڑون
کے بھاگنے کی آوازین پل پر گونجی مین نے ڈائنامنٹ کو آگ دکھا دی۔
اور جان بچا کر بھاگا۔ سب کو اپنی اپنی پڑی ہوئی تھی۔ کوئی کسی کا پرسان حال
نہ تھا۔ اس لیے مجھکو کسی نے کچھ نہ کہا۔

مین بمشکل کوئی ایک فرلانگ گیا ہونگا کہ دفعتاً ایک دھماکے کی آواز
آئی۔ شعلہ اور دھوان نمودار ہوا اور پل کے ٹکڑے ہو ہو کر اڑنے لگے۔
اب دشمن کا راستہ منقطع ہو گیا تھا۔ پیچھے ہمارے سوار تعاقب کر رہے
تھے اسوقت دشمن کے سامنے

نہ پاے رفتن نہ جاے ماندن

کی تصویر کھنچی تھی۔ ہمارے سوارون نے گاجر مولی کی طرح دشمن کے نخل حیات
کو کاٹنا شروع کر دیا۔ بہت سے آدمی دریا مین کود پڑے اور بہہ گئے۔ بہت سے
دریا کے کنارے کنارے بھاگے۔ لیکن اکثر پر اسقدر سراسیمگی طاری ہوئی
کہ اونھون نے سواے ہتھیار ڈال دینے کے اور کوئی چارہ کار نہ دیکھا
دشمن کے افسر نے دیکھ لیا کہ اب راہ فرار بھی مسدود ہو گئی ہے اور زیادہ
مزاحمت کرنا خود کو موت کے گھاٹ اتارنا ہے۔ اسلیے اوس نے سفید
جھنڈی دکھائی اور ہتھیار ڈال دیئے۔ الغرض دشمن کے جسقدر سپاہی
اسیر کیے گئے وہ تعداد مین ہماری تمام فوج سے کہین زیادہ تھے۔ شہر کے

پھاٹک بند کر دیئے گئے اور پل پر ایک مضبوط دستہ تعینات کر دیا گیا۔

اگلے روز صبح کو میونسپلٹی کے چیرمین کو طلب کیا گیا اور اوس کو حکم دیا گیا کہ دو سو ۲۰۰ رائفلین بطور تاوان داخل کرے۔ اور ترکی کمان افسر کی خدمت میں سب سامان لیکر حاضر ہو۔ مجکو بھی حکم ملا کہ جس وقت چیرمین مذکور آئے اوس وقت تم بھی خود کو حاضر کرو۔

الغرض حکمنامہ کی تعمیل کی گئی۔ ۲۰۰ رائفلین حوالہ کر دیگئین اور جس طرح حکم دیا گیا تھا چیرمین حاضر ہوا۔ اسکے بعد جو کچھ واقعہ ہوا اگرچہ وہ تعلق میرے قصہ سے کچھ نہیں ہے لیکن دلچسپ ہونے کی وجہ سے خالی از لطف نہ ہوگا۔

جس روز سے شہر الیاق پر ترکی قبضہ ہوا تھا اوس روز سے چیرمین بلدیہ کو سخت دوا دوش کرنی پڑتی تھی۔ لیکن اوس نے اپنا تمام کام بخوبی انجام دیا۔ وہ براہ راست حاضر ہوکر ہمارے افسر سے احکام حاصل کرتا تھا اور ان (ک)ی تعمیل میں ہرگز دریغ نہ ہوتا تھا۔ لیکن اسکے ساتھ ہی اوس کا رنگ و ہنگ کچھ ایسا تھا کہ نہ وہ ہمارا دوست نظر آتا تھا اور نہ کوئی علامت سرکشی کی اوس سے ظاہر ہوتی تھی۔ الغرض اوس کا تمام رویہ حسب موقعہ و محل تھا۔

چیرمین نے حاضر ہوکر حسب معمول ترک کمان افسر کو سلام کیا لیکن نظر سے نظر ملاتے دیکھتا رہا اوسکے حرکات و سکنات بشرہ سے کوئی علامت خجالت اور ندامت کی ظاہر نہیں ہوتی تھی۔ لیکن پھر بھی اسکی حالت میں ایک طرح کا فرق تھا۔ یعنی اوس کا رنگ ذرا اڑا ہوا تھا اور اس کے منھ پر سختی پرستی [illegible] رہی تھی۔

افسر: تم نے میرے حکم کی تعمیل میں دو سو ۲۰۰ رائفلین جدید قسم کی [illegible] ہیں یہ اسلحہ [illegible] سے [illegible] تھے۔

چیرمین: [illegible] آپ نے ایک [illegible] بتلا دیا ہوگا۔

افسر ۔ [illegible] اسلحہ یا آپکی بغاوت کا حال ظاہر نہین کیا۔
[illegible] بعد کچھ دیر تک سکوت طاری رہا۔ اور پھر افسر نے اوسی
سوال [illegible]

افسر ۔ بتاؤ یہ اسلحہ کہان سے آئے تھے۔
چیرین ۔ یہ بات مین آپ کو ہرگز نہین بتلا سکتا۔
افسر ۔ آپ جانتے ہین کہ اس جرأت کا کیا نتیجہ نکلیگا۔
چیرین ۔ ہرچہ باد اباد لیکن مین ہرگز نہین بتاؤنگا۔
افسر ۔ (مجھ سے) سارجنٹ صاحب! چیرین صاحب کو وہ خط پڑھکر سنایئے جو ان کے نام باہر سے آیا تھا۔

مین نے حکم کی تعمیل کی۔ جسوقت چیرین نے مضمون خط سنا تو۔ اوس کا رنگ فق ہوگیا۔ چھکے چھوٹ گئے۔ ہوائیان اڑنے لگین۔ اور بالکل یہ نقشہ تھا کہ ع

کاٹو تو لہو نہین بدن مین

چیرین عرق عرق ہو رہا تھا اور اوس کی پیشانی سے پسینہ کے قطرے ٹپ ٹپ گر رہے تھے۔

افسر ۔ ہان تو چیرین صاحب آپکو اس جرم کی سزا معلوم ہے؟
چیرین ۔ ہم نے جو کچھ کیا وہ اپنے اصلی مالک کے حکم کی تعمیل مین کیا۔
افسر ۔ چیرین! تمنے ہمارے خلاف باغیانہ سازش کی۔ اس لیے تم لوگ اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھو۔

چیرین نے سنا لیکن کوئی جواب بن نہ آیا۔ بعد ازان کمان افسر نے پھر کہا

افسر ۔ اچھا تو چیرین صاحب آپ مجھکو اپنے دو سو آدمیون کی فہرست حوالہ کرین پھر دیکھیے مین کیا کرتا ہون۔
چیرین ۔ مین آپ کو ہرگز کوئی فہرست نہ دونگا۔

لیکن افسر نہایت بردبار اور سنجیدہ آدمی تھا۔ اسلیے اوس نے

بجاے ناراض ہونے کے بات کو ٹال دیا اور کہا۔

افسر۔ اچھا اگر آپ اور آپ کے آدمی یہ وعدہ کرین کہ وہ تا اختتام جنگ آیندہ کوئی کارروائی ہمارے خلاف نہ کرینگے تو ہم ان [illegible] رہنے دیتے ہین۔ ورنہ یاد رہے کہ مین آپ کو اور آپ کے دوسو قوی ترین آدمیون کو گولی سے اڑا دونگا۔

یہ سنکر چیرمین نے فوراً وعدہ کر لیا کہ وہ تا اختتام جنگ ترکون یا سلطنت ترکیہ کے خلاف کوئی کارروائی نہ کرینگے۔ بعد ازان ترک کمان افسر اور چیرمین دونون نے مصافحہ کیا اور رخصت ہوے لیکن چلتے وقت افسر نے اتنی بات اور کہی۔

افسر۔ (طنزاً) میرا خیال ہے کہ دریا کے کنارہ فصیل شہر کے پاس جو کھیت ہے اوسمین امسال فصل کچھ اچھی پیدا نہ ہوگی۔ کیونکہ [illegible] مٹی کسیقدر زیادہ ہے۔

باب ۶

قومی قربانیان

شہر الوالومین جو ہم پر نا کامیاب حملہ کیا گیا تھا وہ ایک زبردست قومی نقل حرکت اور قومی تحریک کی ابتدا تھی۔ اوسی لشکر نے کثیر تعداد میں تمام خط جنگ پر ہمارے خلاف پیشقدمی کرنی شروع کردی جس کی وجہ سے ترکی فوج کو پیچھے ہٹنا پڑا۔

ہر جگہ شدید میدان داریان ہو رہی تھی۔ بعض بعض مقامات پر دست بدست گھمسان کا رن پڑ رہا تھا۔ ترک فوجون نے خوب داد شجاعت دی اور جان توڑ کر لڑین۔ لیکن اسوقت تقدیر سامنے نہین تھی۔ لہذا میدان جنگ کا تمام نقشہ دگرگون ہو گیا تھا۔ دشمن ہمارے مقابلہ مین بہ تعداد کثیر تھا اسلیے وہ غلبہ اکثریت سے ہم کو پیچھے ہٹا دیتا تھا۔ لیکن سچ بات تو یہ ہے کہ اوس محاذ پہ ہمارے افسر بھی کچھ اچھے نہین تھے ورنہ ترک فوج جان دیے بغیر میدان سے ہٹنا نہین جانتی۔

الغرض جہان کہین بھی اسکے بعد ہمارا روسیون سے مقابلہ ہوا ہمیشہ یہی نتیجہ نکلا کہ ہمکو ہزیمت اوٹھانی پڑی۔ دشمن کی فوجون نے ہمارے خلاف چارون طرف سے نرغہ کر رکھا تھا۔ ایک تو اوس کی تعداد زیادہ تھی دوسرے ہمارے افسر نالائق تھے اس لیے ہماری فوجین گھر جانے سے بال بال بچین ملک مین چارون طرف روسی فوجین پھیلی ہوئی تھین۔ ہمارے سلسلہ مواصلات و آمدورفت و رسل و رسائل

اور جب ہماری فوج کے بہت کم آدمی رہ گئے تو دفعتاً مورچون پر حملہ کر دیا اسکے بعد دشمن نے اپنی توپین اوس پہاڑی پر چڑھا دین جسپر اونھون نے چالاکی سے قبضہ کیا تھا اور یہان گولہ باری کرکے ہماری تمام فوج کو بھون ڈالا۔

لیکن اس وقت بھی ہم بہت بہادری سے اور غروب آفتاب تک مدافعت کرتے رہے لیکن ہمارا نقصان نہایت شدید ہوا۔ اسکے بعد ترکی رسالہ نے دشمن کا سامنا کیا اور پیادہ فوج اوسکی آڑ مین پسپا ہونے لگی۔ اسوقت بھی سپاہ کا کمان افسر ہماری پلٹن کے کرنیل انور بے تھے۔ اور ایک مقام پر جہان لگاتار گولہ باری ہو رہی تھی اونکو قدم جما کر آخر دم تک مدافعت کرنے کا حکم دیا گیا۔

کرنیل صاحب نے ہمکو نہایت احتیاط اور ہوشیاری کیساتھ مناسب موقعون پر تعینات کر دیا۔ بعد ازان اونھون نے چیدہ چیدہ آدمی جن مین ایک مین بھی تھا ساتھ لیے اور سب آدمی فولادی کلہاڑیون سے مسلح ہو کر روانہ ہو گئے۔ اور کوہستانی درہ سے نیچے اترے جب ہم دو میل آگے نکل گئے تو ایک مقام پر پہونچے جسکو ہمارے پلٹن نے پسند کیا یہان ایک کھیت تھا جسکے چارون طرف کچی دیوارین بنی ہوئی تھین۔ اسکے ارد گرد بعض دیگر کھیت بھی تھے اور ان کھیتون کے چارون طرف بڑے بڑے گنجان درختون کی باڑین تھین۔ یہان پہونچکے کرنیل صاحب نے مجھکو میرے آدمیون سمیت یہان چھوڑا اور بعد ازان اپنی کمان کیطرف واپس ہو گئے۔

حسن اتفاق سے جسقدر آدمی اسوقت مجھکو دیے گئے تھے وہ سب قوی بازو تندرست اور جفاکش تھے یہ دیہاتی ترک لکڑیان کاٹنا خوب جانتے ہین۔ چنانچہ ہم نے درخت کاٹ کاٹ کر ڈالنے شروع کر دیئے اور کھیتون کے چارون طرف اون درختون سے ایک خاصی قلعہ بندی کر لی صرف عقب کی طرف آنے جانے کا راستہ چھوڑ گیا اور اوسکے بھی کھولنے

اور بند کرنے کا انتظام کر لیا گیا۔

یہ کام سخت اور دیر طلب تھا کیونکہ درخت کاٹ کر موقعہ موقعہ سے گرانے پڑتے تھے الغرض ہمنے یہ کام ختم کر لیا اور پھر اپنی پلٹن مین آملے۔

طلوع آفتاب کے وقت دشمن نے ہم پر پھر حملہ کرنا شروع کیا لیکن اوس وقت ہمارا مورچہ مضبوط اور محاذ تنگ تھا اسلیے ہم نے خوب جمکر مقابلہ کیا اور قریب ایک گھنٹہ تک دشمن کو پوری طرح روکے رہے۔

اسکے بعد روسیون نے ارد گرد کی پہاڑیون پر چڑھنا شروع کیا اور ہم موقعہ دیکھکر پیچھے ہٹگئے۔ ہم مین سے نصف آدمی صف بستہ کچھ فاصلہ تک پیچھے ہٹگئے اور نصف آدمی سینہ سپر ہوکر دشمن کا مقابلہ کرتے رہے۔ اسی طرح باری باری سے ایک نصف حصہ مقابلہ کرتا تھا اور دوسرا نصف حصہ پیچھے ہٹ جاتا تھا۔

روسیون نے ہم پر پے درپے حملے کرنا شروع کر دیئے۔ لیکن ہم قدم جمائے رہے۔ اسوقت ہم مین سے ہر شخص کے دل مین یہ خیال تھا کہ اگر اسوقت ہماری صفین ٹوٹگئین اور ہم دشمن کے سامنے بھاگ کھڑے ہوے تو ترکی سپاہ دریائے وار تک پہونچنے نہ پائے گی۔ پھر اوس وقت کوئی صورت ترکی گھرون کو تباہی اور بربادی سے بچانے کی نہ نکل سکیگی۔

دشمن کا ہر حملہ ہمکو کمزور کر دیتا تھا۔ لیکن ہم جون تون کر کے صف شکستہ حالت مین حزرعہ تک پہونچ گئے اور وہان درخت کا ٹکر جو ہمنے قلعبندی کی تھی اوس مین داخل ہوکر ہمنے راستہ بند کر لیا یہان سے ہمکو اکھاڑ دینا دشمن کے لیے ایک نہایت دشوار کام تھا۔

دشمن کا حملہ ہونے سے پہلے جو ہمنے آنکھ اٹھا کر ادہر اُدہر نظر دوڑائی تو کیا دیکھتے ہین کہ چارون طرف کی بلندیان دشمن کے پیدل اور سوار سپاہیون سے پٹی پڑتی ہین۔ لیکن ہمکو ابھی سوچنے اور فکر کرنیکا موقعہ بھی نہین ملا تھا کہ دشمن کی آگ ہم پر برسنے لگی۔

دشمن نے۔ حملہ کرکے ہماری قلعبندی کو فتح کرلینا چاہا۔ مگر یہ ذرا کسیقدر ٹیڑھی کھیر تھی۔

جو آدمی بڑھتا تھا وہ درختون کی شاخون مین الجھ کر رہجاتا تھا اور ہم اپنی گولیون سے اوسکو جہنم واصل کر دیتے تھے۔

لیکن روسی کمان افسر کا حکم تھا کہ خواہ کچھ ہو لیکن یہ مضبوط۔ قلعبندی حملہ کرکے ضرور فتح کر لیجائے۔ اور ہم نے بھی تہیہ کر لیا تھا کہ جب تک ہمارے پاس گولی بارود ہے اوسوقت تک دشمن کو قبضہ نہ دینگے۔

دشمن نے ہم پر نہایت زور شور کیساتھ حملہ کیا لیکن ہم نے مار بھگایا۔ اور دشمن کی صفین درہم برہم ہونے سے وہ توپین بھی نظر آنے لگین جو غنیم نے ہم سے صرف ۵ گز کے فاصلہ پر لاکر لگا دی تھین ان توپون نے ہمارے مورچہ کو پاش پاش کر دیا اور ہم مین سے بہت سون نے جام شہادت نوش کیا۔ ہمارے کرنیل نے حکم دیا کہ توپچیون کو نشانہ بناؤ چنانچہ ہم نے تعمیل کی اور چند توپچی ڈھیر ہوگئے۔ لیکن فوراً ہی دوسرے توپچیون نے آکر اونکی جگہ لے لی اور گولہ باری کا سلسلہ جاری رہا۔

اسوقت تک ہماری قلعبندی تباہ اور سپاہی قریب قریب سب شہید ہو چکے تھے۔ اسوقت پھر غنیم نے سخت حملہ کیا اور مورچہ سر کر لیا۔ مین نے دیکھا کہ ہمارے کرنیل نوری پاشا کے ایک گولی آکر لگی اور وہ گر پڑے۔ زندہ ترکون مین میرے سوا اب یہ آخری بہادر باقی رہ گیا تھا۔

درختون کی قلعبندی کے باہر ایک گھوڑا کھڑا ہوا تھا جس پر مین فوراً سوار ہو گیا اور جان لیکر بھاگا پہاڑیون پر چڑھجانا تو ناممکن تھا کیونکہ دشمن کی گولی فوراً پشت پر پڑتی اس لیے مین سیدھا گھاٹی مین ہو کر بھاگا۔ اور کچھ دور جا کر ڈھلوان چٹانون پر چڑھنے لگا۔

دشمن کے آدمیون نے میرا تعاقب کیا۔ لیکن چونکہ اونکا خیال تھا کہ مین بلندی پر نہ چڑھونگا اس لیے وہ سیدھی گھاٹی مین گھوڑا اڑاتے ہوئے

مزرعہ مین جو مکان تھے وہان مین نے ایک بیلچہ دیکھا۔ چنانچہ مین اوسکو اُٹھا لایا اور زمین مین ایک گڈھا کھودنا شروع کیا لیکن اس کے بعد میرے دل مین ایک اور خیال آیا اور وہ یہ کہ اگر مین نے کرنیل صاحب کی لاش کو گڈھے مین بھی دفن کر دیا تو بھی وہ بھیڑیون کی دستبرد سے محفوظ نہ رہے گی خواہ قبر کتنی ہی عمیق کھودی جاے بھیڑیے لاش کو ضرور نکال لینگے اس لیے مین نے دفن کرنے کا خیال ترک کر دیا۔ تھوڑی دور فاصلہ پر مجکو ایک چیز پڑی ہوئی نظر آئی جسکو مین نے جا کر دیکھا تو وہ کسی سوار کا اوورکوٹ تھا جو اتفاق سے وہان رہ گیا تھا۔ یہ کوٹ مین نے اوٹھا لیا اور لاش کو اوسمین لپیٹ دیا۔

بعد ازان مین کھیت کے کنوین سے پانی لایا اور چاہا کہ لاش کے سر کو جو خون لگا ہوا ہے وہ دہو دیا جاے۔ اور اس کے بعد لاش کو اوٹھا لیجا کر مکان کی کسی کوٹھری مین محفوظ کر کے بند کر دیا جاے۔

لیکن جون ہی مین نے ٹھنڈا پانی لاش کے سر پر ڈالا اوسنے حرکت کی اور لاش کے منھ سے ایک ٹھنڈی سانس نکلی۔ معلوم ہوا کہ کرنیل صاحب ہلاک نہین ہوے تھے بلکہ دماغ پر صدمہ ہونے کی وجہ سے بیہوش ہو گئے مین نے اون کے حلق مین پانی کے قطرے ٹپکاے اور خدا کا شکر ہے کہ تھوڑی دیر بعد وہ ہوش مین آ گئے۔

ایک مقتول ترک سپاہی کے تھیلے سے ہمکو کچھ بسکٹ اور پانی کی چھاگل ملی۔ جو ہم دونون نے سیر ہو کر کھاے۔ بعد ازان خود کرنیل نوری پاشا نے جو اب حرکت کرنے کے قابل ہو گئے تھے ایک روسی سپاہی کے کپڑے اتارے اور پہنے۔ کرنیل صاحب روسی زبان نہایت فصاحت سے بولتے تھے اور بالکل روسی معلوم ہوتے تھے۔ چنانچہ اونکے مشورہ سے مین نے بھی ایک روسی سپاہی کے کپڑے اتارے اور بھیس بدل لیا۔

مزرعہ سے نکل کر ہم دونون پھر جنگل مین جا کر چھپ گئے۔ اور چونکہ ابھی کرنیل نوری پاشا پیادہ پا سفر کرنے کے قابل نہین تھے اس لیے یہی مناسب

خیال کیا گیا کہ بقیہ شب اور دن بھر آرام کیا جائے۔
دوسرے دن صبح کو ہم جنگل سے باہر نکلے اور اس خیال سے ادہر
اودہر کسی آدمی کی تلاش کرنی شروع کی کہ اوس سے روسی فوج کا پتہ پوچھا
جائے کیونکہ اسوقت ہم خود روسی فوج کی وردی پہنے ہوے تھے چنانچہ
اثنای راہ مین ہمکو روسیون کی ایک جماعت ملی جس کے ہم ساتھ ہوگئے
اونھون نے ہمکو آرام سے رکھا۔ اور ہمارے خورد و نوش کے کفیل ہوتے
رہے

باب ۷

انتقام

جب ہم لوگ قصبہ قاضی کوئی سے ایک دن کی مسافت پر رہگئے
تو کرنیل نوری پاشا نے مجھکو مشورہ دیا کہ روسی جماعت کا ساتھ
چھوڑکر اگر ممکن ہوسکے تو قاضی کوئی پہونچ جاؤ اور جبتک دوبارہ
اطلاع نہ دیجاے اوسوقت تک وہین مقیم رہو۔
الغرض مین کرنیل صاحب سے جدا ہوکر اوس سڑک پر ہولیا
جو قاضی کوئی کو جاتی ہے سڑک کی حالت سے معلوم ہوتا تھا کہ چند گھنٹے
سے زیادہ نہین گذرے کہ وہان سے کوئی زبردست فوج گذری ہے گاڑیون
کے پہیون، گھوڑون کی ٹاپون اور آدمیون کے قدمون کے نشانات سے
تمام سڑک چھپی ہوئی تھی۔ جہان جہان راستہ خشک تھا وہان گرد و غبار
ڈھیر ہوگئے تھے اور جہان کہین پانی بھرا ہوا تھا وہان کیچڑ کی وجہ سے

دلدل بنگئی تھی - ایک جگہ پر درگاہ کے چولھے ابتک گرم تھے اور اس پاس کی جھونپڑیان جلاکر خاک کردی گئی تھین اور کسی متنفس کی صورت نظر نہ آتی تھی -

آخر کار مین چلتے چلتے قسطلاتہ پہونچا - جہان چند مکانات سے ابتک آگ کے شعلے اٹھ رہے تھے اور کسی ذی روح چیز کا پتہ نہ تھا مجھکو اسوقت بھوک نے اسقدر ستا رکھا تھا کہ چلنا دشوار تھا اسلیے مین نے چارون طرف آدمیون کی تلاش کرنی شروع کی - گھر گھر مین گھس کر آوازین دین لیکن موضع شہر خموشان بنا ہوا تھا -

آخر کار جب مین ایک مکان کے دروازہ سے باہر نکلا تو مجھکو ایک آدمی نظر پڑا جو مجھکو دیکھتے ہی سخت گھبرایا اور سہمکر رہ گیا - یہ میرے ماموں تھے - اگرچہ مین اونکو دیکھتے ہی پہچان گیا تھا لیکن اونکو اس امر کا یقین دلانے مین کہ مین واقعی اونکا بھانجہ ہون سخت دقت پیش آئی کیونکہ وہ روسیون کے خوف سے حواس باختہ ہو رہے تھے -

جب میرے ماموں کو میری شخصیت کا یقین آگیا تو اونھون نے ایک سیٹی بجائی - یہ گاؤن والون کے لیے گویا ایک اشارہ تھا جس کو سنکر وہ سب اپنی جگہ سے باہر آ نکلے - اور سب نے ملکر جو کچھ ہوسکا آگ بجھانے کی کوشش کی - الغرض تھوڑی دیر کی دوڑ دھوپ کے بعد آگ بجھ گئی گاؤن والون مین سے ایک آدمی کا پتہ نہین چلتا تھا جسکی چارون طرف تلاش کی گئی - بالآخر ایک لاش ملی جسکو روسی وحشیون نے پارہ پارہ کردیا تھا اسکے بعد میرے ماموں نے تمام واقعات بیان کیے -

معلوم ہوا کہ ایک ترکی فوج پسپا ہوکر واپس آرہی تھی اور روسی فوج اسکے تعاقب مین یلغار کرتی بڑھتی چلی آتی تھی موضع قسطلاتہ سے چند سو قدم فاصلہ پر ترکی فوج رک گئی اور مڑکر تعاقب کنندگان کا مقابلہ کرنے لگی - تھوڑی دیر تک شدید معرکہ آرائی رہی جسکے بعد ترکی فوج کو شکست اٹھاکر ہٹجانا پڑا - اور روسی فوج نے گاؤن پر قبضہ کرلیا -

روسی جرنیل نے میرے ماموں کو طلب کیا کیونکہ وہی گاؤں کے
مقدم یا مکھیا تھے اور حکم دیا کہ وہ زخمیوں کی مرہم پٹی اور مردوں کی
تجہیز و تکفین کا ذمہ دار ہوگا۔ اسکے بعد فوراً روس کی فوجیں ترکی فوج
کے تعاقب میں روانہ ہو گئیں۔

اسکے کچھ دیر بعد گاؤں والوں نے کیا دیکھا کہ قاضی کوئی سے جو کہ
تفقاز کو جاتی ہے اوسکے تمام گاؤں میں روسیوں کی ایک جماعت آگ
آگ لگاتی چلی آرہی ہے۔ تھوڑی دیر بعد یہ جماعت ہمارے گاؤں میں
پہونچی اور قیامت برپا کر دی۔ گاؤں کے سب آدمی گھر بار چھوڑ کر جنگل کو
بھاگ گئے صرف ایک آدمی جو کسیقدر مالدار تھا اپنا روپیہ بچانے کی
فکر میں پیچھے رہ گیا۔ میرے ماموں اور چند دیگر رفقا نے گاؤں کے
قریب ہی ایک بلندی پر درختوں میں پناہ لی اور جو کچھ گاؤں پر گذرا وہ
تمام حال اپنی جائے پناہ سے دیکھتے رہے۔

روسی جماعت کے تقریباً ۲۰ مسلح جوان گاؤں میں آگھسے اور
دروازہ توڑ کر مکانوں میں داخل ہو گئے اور لوگوں کی تلاش کرنے لگے
اس کے بعد کلال خانہ سے اون کے ہاتھ ایک شراب کا پیپہ لگ گیا
جسکو توڑ کر اونھوں نے اسقدر پیا کہ پاگل ہو گئے۔ جب اون کے سرغنہ
نے یہ حالت دیکھی تو اس نے آکر پیپہ توڑ دیا اور شراب بہادی۔
اسکے بعد روسیوں نے گاؤں کے ... گھوڑے گرفتار کیے اور گاڑیوں
جوت کر اون پر تمام مال جو کچھ بھی اونکے ہاتھ گاؤں سے لگ سکا بار
کر لیا۔ اس کے بعد اونھوں نے تمام مویشی پکڑ لیے اور اونکو ہنکاتے
ہوئے روسی فوج کے پیچھے چل دیے۔

تمام مسلمان تو اپنی مصیبت پر گریہ و زاری کر رہے تھے
اور قتل شدہ آدمی کی لاش پر اوسکے بیوی بچوں کا رونا اور بین کرنا
تو پتھر کے دل کو بھی موم کیے دیتا تھا۔ اہل قریہ کے غیظ و غضب کی کوئی
حد نہ تھی مگر بیچارے مجبور تھے۔ آخر میرے ماموں نے میری طرف

مخاطب ہوکر کہا۔

ماموں۔ بیٹا تم سپاہی ہو تم ان باتوں کو خوب جانتے ہوگے۔ کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم جرنیل صاحب کے پاس فریاد لیجائیں اور ان قاتلوں کو سزائیں دلوائیں یا کم از کم اپنا غارت شدہ مال واپس کرائیں۔

میں۔ ماموں جان! جرنیل صاحب کو اسقدر فرصت کہاں کہ وہ آپ کی دادفریاد کو پہونچیں۔ دوسرے اگر گاؤں والے جرنیل صاحب کے پاس جانے لگے تو ممکن ہو کہ وہ غارتگر اور قاتل لوگ اونکو راستہ ہی میں لوٹ لیں اور قتل کر ڈالیں۔ لیکن اگر آپ میرے کہنے پر عمل کریں تو آپ کی خواہش پوری ہو سکتی ہے۔

ماموں جان اور دیگر گاؤں والے:۔ ہاں بھائی ہمکو منظور ہے۔

میں۔ تو اسوقت گاؤں میں جسقدر صحیح الاعضا اور تندرست مرد ہیں وہ سب کے سب مسلح ہو جائیں اور کچھ نہیں تو تلواریں لاٹھیاں اور کلھاڑیاں ہی اٹھالیں اور بعد غروب آفتاب چلنے کے لیے تیار ہو جائیں۔

الغرض میری رائے پر عمل کر کے گاؤں کے ۴۰ سے زیادہ اشخاص تیار ہوئے اور بعد غروب آفتاب ہم لوگ خاموشی کیساتھ قاتل اور لٹیروں کے تعاقب میں روانہ ہوگئے۔ ایک گھنٹہ سے کم عرصہ میں ہم نے اون بدمعاشوں کو پالیا۔ میں جانتا تھا کہ وہ لوگ اسوقت بدمست پڑے سوتے ہونگے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ بدمعاشوں کی تمام جماعت اپنے جرائم کی سزا سے بےخبر پڑی سو رہی تھی۔ اور ور میان میں ایک الاؤ لگ رہا تھا جسکی دھیمی روشنی اور گرمی سے اونکو راحت پہونچ رہی تھی۔ گھوڑے اور مویشی ایک حلقہ کی صورت میں بندھے کھڑے تھے اور اونکے پیچھے مال کی گاڑیاں کھڑی تھیں۔

جس قدر قریب ہم سے جایا جا سکا ہم اون بدمعاشوں کے قریب پہونچے میں نے تمام اپنی جماعت کو دو دو آدمیوں میں تقسیم کر دیا اور ہر جوڑے کو ایک ایک بدمعاش کا شکار کرنیکے لیے تعینات کر دیا۔

اس تقسیم اور تعیناتی کے بعد میرے ساتھیون مین سے نصف درجن کے قریب آدمی پہونچ گئے - ان کو یہ کام بتایا گیا کہ جو لٹیرا بوجہ سخت جانی پہلے ہی وار مین قتل نہ ہو سکے اوس کا خاتمہ کر دین - لٹیرون کے سرغنہ کا معاملہ مین خود اپنے ہاتھ مین لے لیا - اور گویا سرغنہ کا قتل سب کے قتل کا اشارہ قرار دیا گیا -

مین نے سرغنہ کے قریب جاکر شمشیر بے پناہ کا ایک تلا ہوا ہاتھ گردن پہ مارا اور میرے ساتھ تمام بدمعاشون کے حلقوم پر حیدری ضربین پڑین نتیجہ یہ ہوا کہ دو چار نے تو کسیقدر کروٹ لی بھی ورنہ سب کا ایک ہی ضرب مین خاتمہ ہوگیا -

اس قتل و خون کے بعد ہم نے دو گاڑیون کا مال الٹ کر دوسری گاڑیون مین بار کر لیا اور ان مال کی گاڑیون مین اون بدمعاشون کی لاشین لادلین اور اپنا مال مویشی لیکر چل دیے - بعض آدمی موقعہ پر اس غرض سے چھوڑ دئے گئے کہ وہ آگ کو بجھا دین اور اوس کی راکھ لیکر جہان جہان زمین مین خون پڑا ہوا ہے وہان بکھیر دین - اور جب اس کام سے فراغت پا لین تو واپس چلے آئین -

جب ہم گاؤن کے قریب اوس مقام پر پہونچے جہان ترکون اور روسیون مین جنگ ہوئی تھی تو ہمنے گاڑیون پر سے لاشین اتارین اور اپنے مین سے ایک جماعت کو لاشین دفن کرنے پر مقرر کر دیا - گاڑیون پر جو خون کے دھبے لگے تھے اونکو کون پوچھتا تھا -

اس طرح ہم اون روسی جلادون اور غارتگرون سے انتقام لیکر معہ اپنے مال و مویشی کے واپس آئے صرف ایک جانور مارا گیا تھا ورنہ تمام مال بدستور موجود تھا - علاوہ ازین ایک گاڑی مین ہمکو سونے اور چاندی کے سکون سے بھرا ہوا ایک بدرہ بھی ملا - یہ بھی ان لوگون نے کہین سے لوٹا ہوگا -

یہ بدرہ میرے مامون نے اوس عورت کو دیدیا جس کا خاوند قتل ہوگیا تھا

اگرچہ ہم نے وہ حرکت کی تھی کہ اگر روسی حکام کو معلوم ہو جاتا تو ہم سب
پھانسی پر لٹکا دیے جاتے۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ معاملہ پوشیدہ رہا۔ اور
کسی کو کبھی تو [illegible] کون سب نے مل کر تو وہ کام کیا تھا۔

اگلے روز صبح کیوقت جب میں بیدار ہوا تو میری حالت بہت خراب
تھی۔ مجھکو سخت بخار ہو گیا تھا اور میں چارپائی سے ہل نہیں سکتا تھا الغرض
میں اسی عارضہ میں مبتلا آیندہ تین ہفتہ تک۔ اپنے ماموں کے یہاں پڑا رہا
بعض وقت تو لوگوں کو میری زندگی سے یاس ہو جاتی تھی۔

جسوقت میرے حواس کسیقدر درست ہوے اور بخار سے افاقہ ہو گیا
تو میں نے لوگوں سے قاضی کوئی کا حال پوچھا۔ کیا ترکی فوج نے دریاے وار
کے کنارہ جنگ کی تھی یا روسیوں نے قاضی کوئی کا محاصرہ کر لیا تھا؟ یا کیا واقعہ
گذرا تھا سب کچھ دریافت کیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ ترکی فوج نے دریاے وار کے کنارہ حملہ کرنے کی
کوشش نہیں کی۔ اور پیچھے ہٹتی چلی گئی تھی۔ اس لیے روسی فوجوں نے آگے
بڑھکر قاضی کوئی کا محاصرہ کر لیا تھا۔ قصبہ میں پہلے جسقدر قلعہ نشین ترکی
فوج تھی وہ سب پرلے جیش میں جا کر شامل ہو گئی تھی اور قلعہ میں جسقدر
سامان رسد تھا تقریبا وہ بھی سب کا سب بھیجدیا گیا تھا۔

روسی فوجوں نے ہفتہ بھر محاصرہ کرنے کے بعد [illegible] کیا اور دو سہ
ہفتہ کے محاصرہ کے بعد قصبہ والوں نے ہتھیار ڈالکر اطاعت کر لی کیونکہ
فوج کے پاس خوراک کا ایک دانہ تک نہ رہا تھا۔

یہ سب باتیں تو مجھکو معلوم ہوئیں لیکن اپنے والدین اور احباب کی
کیفیت اور خیریت مزاج سے کچھ آگاہی حاصل نہ ہو سکی لیکن اسقدر ضرور معلوم
ہوا کہ روسیوں نے اس قصبہ کیساتھ نہایت ظالمانہ سلوک کیا تھا کسی شخص
کو بغیر پاس لیے پھاٹک سے گذرنے کی اجازت نہ تھی اور پاس بھی صرف انہی
لوگوں کو عطا کیے جاتے تھے جو روسی فوج کی خدمت کرتے تھے۔

مجھکو اپنے والدین اور یار دوستوں کی طرف سے بیحد فکر تھی لیکن کوئی

صورت اونکا حال معلوم ہونیکی نظر نہ آتی تھی۔ الغرض اسی فکر و تشویش مین غلطان پیچان مجھکو قریب قسطلاتہ مین کئی ہفتہ اور گذر گئے لیکن کوئی حال معلوم نہ ہوسکا۔

میرے ماموں کے بعض ہمسایہ لوگ ایندھن کی گاڑیان بھر کر قاضی کوئی کی فوج مین پہونچایا کرتے تھے۔ مین اون سے ملا اور ان ہی لوگون کے ذریعہ سے ہمکو قاضی کوئی کا قدرے قلیل حال معلوم ہوا مین نے ارادہ کر لیا کہ جس طرح ہوسکے ان لوگون کے ساتھ قاضی کوئی مین داخل ہونا چاہیے کیونکہ اب زیادہ تاب ضبط باقی نہین رہی تھی۔

بربادی وطن

قاضی کوئی جانیکے لیے میری طبیعت بیقرار ہو رہی تھی۔ اس لیے مین نے اپنے ماموں کے پڑوسیون کی خوب منت خوشامد کی اور ان سے درخواست کی کہ وہ مجھکو بھی اپنے ساتھ قاضی کوئی لیجائین۔

بیماری کی وجہ سے مین بہت لاغر اور ضعیف ہو گیا تھا۔ میرے چہرہ پر بھی زردی چھائی ہوئی تھی۔ دوسرے میری ڈاڑھی بھی بڑھتے بڑھتے روسیون جیسی ہو گئی تھی۔ اس ہیئت پر جب اون ہیزم کشون نے مجھکو اپنے کپڑے پہنائے تو مین اچھا خاصہ لکڑہارا بنگیا اور کوئی شخص بادی النظر مین مجھکو شناخت نہین کر سکتا۔

آخر کار وقت معہودہ آگیا اور ایک روز جب وہ لوگ لکڑی کی گاڑیان

پھر کر قاضی کوئی جانے لگے تو مین اونکے ساتھ ہو لیا۔ ہم بلا روک ٹوک قصبہ کے پھاٹک سے گذر کر اندر داخل ہوگئے اور پھاٹک کے متصل جو ایک ٹھیلی لکڑیون کی لگ رہی تھی وہان ہم نے لکڑیون کا ڈھیر لگا دیا۔ ہم وہان سب کے سب دوپہر تک کام کرتے رہے۔ اتنے مین بگل بجا جسکے معنی یہ تھے کہ فوج کے سپاہی دوپہر کا کھانا کھالین۔

اسکے بعد مین اپنے پرانے دوست آغا یوسف اوغلو کی دکان پر گیا جو حجام کا کام کیا کرتا تھا۔ اور آواز کا لب و لہجہ بدل کر بال تراشنے کی فرمایش کی۔ اوس بیچارے کو خاک شناخت نہ ہوئی کہ مین کون ہون۔ اور اوس نے بال تراشنا شروع کر دیا۔

مین۔ آغا یوسف مین آپ سے جو کچھ کہون اوس سے آپ حیران نہ ہون۔ اپنا کام کیے جائین کیونکہ مین جانتا ہون کہ یہان آج کل بہت سے روسی جاسوس موجود ہونگے۔

اسکے بعد مینے اونسے اپنے اصلی لہجہ مین گفتگو شروع کی جسکو سنکر وہ بہت حیران ہوا لیکن اوس نے اپنی حالت کو پوشیدہ رکھا اور بال کاٹتا رہا۔ ہم اسطرح باتین کرتے رہے گویا ہم کو کسی خاص بات سے کوئی تعلق ہی نہین ہے لیکن جو کچھ حالات مجھکو آغا یوسف سے معلوم ہوے وہ اسقدر غم انگیز اور غضبناک تھے کہ مین بمشکل اپنے جذبات کو ضبط کر سکا۔

جب روسیون نے قاضی کوئی کو حملہ کرکے فتح کر لیا تو تمام سپاہی مطلق العنان چھوڑ دیے گئے۔ ان سپاہیون مین زیادہ تر داغستان کے ریاست والان کے روسی کاسک تھے جو اگرچہ نہایت اعلی شہسوار اور بہادر جنگجو ہوتے ہین بیحد وحشی اور بیباک ہوتے ہین اور انسان کی جان لے لینا کھیل سمجھتے ہین۔ ان وحشی سپاہیون مین کسی نے ایک ترک خاتون کو چھیڑا جسکی عزت بچانے کی میرے والد نے کوشش کی۔ اسپر روسی سپاہیون کو بہت غصہ آیا اور انھون نے میرے والد کے قتل کو ہاتھ اٹھایا۔ یہ دیکھکر میری والدہ درمیان آگئین اور دونو نیک خصلت میان بیوی اون روسی جلادون کے ہاتھ شہید ہوگئے۔

اسکے بعد مین نے آغا یوسف اونکو حجامت کی مزدوری دی اور بلا کسی حادثہ کے اپنی گارڈیون کے پاس آگیا۔

دوسرے روز دن نکلنے سے پہلے ہی ہم قاضی کوئی سے روانہ ہوگئے مین نے اپنے ذہن مین ایک نقشہ عمل قایم کیا تھا لیکن اوس مین یہ دقت تھی کہ وہ کرنیل نوری پاشا کی مدد کے بغیر کامیاب نہین ہوسکتا تھا۔ یہ مین جانتا تھا کہ کرنیل صاحب میرا کسقدر اعتبار کرتے ہین اس کام کے لیے مجھکو دو تین سو سوارون کی ضرورت تھی اور کرنیل صاحب خوب جانتے تھے کہ مین جو کچھ کہتا ہون وہ کرکے دکھا دیتا ہون۔

جب قصبہ قاضی کوئی کا محاصرہ فتح ہونے پر ترکی فوج کو بہت کچھ پیچھے ہٹ جانا پڑا تھا۔ اور اسوقت ترکون کی قریب ترین فوجی چوکی کم ازکم ۳۰ میل کے فاصلہ پر واقع تھی۔ میرا لباس بھی اسوقت ایسا تھا جیسے سرحد کی دونون طرف کے دیہاتی پہنتے ہین۔ اور مین روسی زبان بھی خوب اچھی طرح سے بول سکتا تھا چنانچہ حصول مقصد کے لیے مینے فوراً مناسب تدابیر اختیار کرنی شروع کردین اور ترکی فوج کی تلاش مین روانہ ہوا۔

دریائے وار کے قریب پہونچکر مین ایک جنگل مین چھپگیا اور تمام رات وہین چھپا پڑا رہا۔ بعد ازان دریا کنارہ کی لمبی لمبی گھاس مین ہوتا ہوا نظرون سے بچتا بچاتا مین دریا کے کنارہ پہونچا اور جسطرح خاموشی کیساتھ دریا کو عبور کیا اسکا مین اوسکے پار ہوا مصیبت یہ تھی کہ اسوقت روسی یا ترک جو سنتری بھی مجھکو دیکھ پاتا وہ ضرور گولی سے اڑادیتا۔ اور اس طرح دونون قومون کے سپاہیون سے بچکر مین ترکی سلطنت مین داخل ہوگیا۔

مجھسے جسقدر جلد ممکن ہوسکا مینے خود کو ارض روم پہونچایا اور یہ دیکھکر مجھکو بیحد خوشی حاصل ہوئی کہ میرے کرنیل نوری پاشا بھی آجکل وہین تھے اسوقت کی کامیابی سے مجھکو کامل یقین ہوگیا کہ خدا مجھکو ضرور فتح دے گا۔

جب مین کرنیل صاحب سے ملا تو مینے اونکو جو کچھ مجھپر گذرا تھا وہ سب ماجرا سنایا۔ کرنیل صاحب کو قاضی کوئی کی تسخیر کا حال معلوم تھا لیکن اون کو

یہ معلوم نہین تھا کہ قاضی کوئی کے باشندے روسی مظالم سے تنگ آکر اسقدر غیظ و غضب مین مبتلا ہین کہ مرنے سے نہین ڈرتے۔

اسکے بعد مینے جو کچھ منصوبہ اپنے دل مین قایم کیا تھا وہ من و عن کرنیل نوری پاشا سے کہہ سنایا۔ اور مدد کی درخواست کی۔ مین جانتا تھا کہ میری بات خالی نہ جائیگی۔ چنانچہ جسقدر امداد کیلئے مینے کرنیل صاحب سے عرض کیا اوسی قدر امداد کا اونھون نے وعدہ فرما لیا۔ چونکہ کرنیل نوری پاشا کی بات کا پوری طرح اعتبار تھا۔

چند گھنٹے تک کرنیل صاحب سے خوب باتین ہوتی رہین اوسکے بعد مین سلام کرکے رخصت ہونے لگا تو کرنیل صاحب نے فرمایا۔

کرنیل صاحب :- مصطفیٰ آفندی! پرسون کی شام کو ۹ بجے۔

باب ۹

(فتح)

بہر کارے کہ ہمت بستہ گردد
اگر خارے بود گلدستہ گردد

جب مین ارض روم سے واپس گیا اثنا راہ مین کوئی قابل ذکر واقعہ پیش نہین آیا اور مین قریہ قسطلاح مین آکر پھر اپنے ماموں کے زیر سایہ بخیر و عافیت تمام رہنے لگا۔

چند روز بعد ہمنے چھکڑون مین لکڑیاں اور کوئلے بھر بھر کے اور ہم پھر بخیریت قصبہ قاضی کوئی مین داخل ہوئے مین پھر آغا یوسف اوغلو کی دکان پر گیا اور اس

روز لکڑی کی گاڑیان قاضی کوٹ جائین تو وہ بھی اونکے ساتھ جاے اور ۵ بجے
تک گاڑیان قلعہ مین رہنے دے۔ بعد ازان کسی بہانہ سے قلعہ کے باہر قریب
ہی بیٹھ جائے۔ بعد ازان اوسکو فیر یا فیرون کی آواز سنائی دے گی اوسوقت
وہ گاڑیان ہنکاکر قلعہ مین داخل ہو اور جسوقت پہلی گاڑی پہاٹک کے
بیچ مین پہونچے اوسوقت وہ وہان گاڑی کا پہیہ نکال دے اور تمام گاڑیون
کو اوسی طرح کھڑا چھوڑ کر اپنے آدمیون کو لیکر بھاگ آئے۔

ان تمام باتون کا مولوی صاحب نے مجھسے وعدہ کر لیا اور جس طرح مینے
سمجھایا تھا اوسکو کئی بار دوہرایا۔ اسکے بعد مین پھر قاضی کوٹ پہونچا۔ اور رات
کیوقت یوسف اوغلو کے مکان مین چھپ رہا۔ دن بھر وہین چھپا رہا لیکن
رات کو مین آزاد تھا۔

روسیون نے اسلحہ ضبط کرنیکے لیے تمام قصبہ کی تلاشی لی تھی اس لیے
بہت کم اسلحہ قصبہ مین رہ گئے تھے اور ان کے مالکون کی بھی فہرست تیار کیجا
رہی تھی۔ الغرض قصبہ مین بمشکل ۲۰-۲۵ بندوقین اور ریوالور ہونگے
اتفاق سے مجھکو اپنے مکان مین ایک ریوالور مل گیا جو بچ رہا تھا کیونکہ تلاشی کیوقت روسیون
کی نظر نہ پڑی تھی۔

مین نے خفیہ طور پر تمام آبادی مین پروپیگنڈا پھیلا دیا تھا۔ اور ہر شخص
بڑے دن کے روز کوئی ہتھیار لیکر تیار ہوگیا تھا۔ اسکے علاوہ قصبہ کی ہر عورت
کو جنکی عمر ۱۵ اور ۶۰ برس کے درمیان تھی ایک ایک بوری ریت کی تیار کرنیکا
حکم دیا گیا تھا۔

اسی اثناء مین جو کچھ مجھسے ہوسکا مین بھی کرتا رہا مینے قلعہ کی دیوار پر
چڑھنے کے لیے رسی کی سیڑھی بنالی پس چیدہ چیدہ جانبازون نے اپنی ماتحتی
مین لیے جو کسی نہ کسی ہتھیار سے مسلح ہو گئے تھے۔ بقیہ آدمی میونسپلٹی کے
چیرمین کی کمان مین دیدیے گئے تھے۔ چیرمین صاحب جوانی کی عمر مین کام
کر چکے تھے اور تجربہ کار آدمی تھے۔ اسکے بعد باقی مردون اور عورتون کی
قیادت جامع مسجد کے پیش امام کو دیدی گئی تھی چونکہ یہ بھی کسی زمانہ مین فوج کی

نوکری کر چکے تھے۔

قصبہ کا قلعہ پہاڑیون پر بنا ہوا تھا اور اوسکی دیوارون پر سوا ایک جگہ کے اور کہین سے چڑھنے کا موقعہ نہ تھا۔ جس جگہ چٹان چند ان بلند نہ تھی اور لوگ باَسانی دیوار قلعہ تک پہونچ سکتے تھے۔ دیوارون پر چڑھنے کے لیے سیڑھیان بھی تیار کر لی گئی تھین جب یہ تمام تیاریان ہو چکین تو بڑے دن کے روز لوگ حسب معمول اپنے اپنے کامون مین مصروف ہو گئے اور کسی کو پتہ نہ چلا کہ کیا ہوا اور کیا ہونیوالا ہے۔

آخرکار بڑا دن آیا۔ روسیون نے قلعہ مین جشن منانا شروع کیا اور تمام سپاہی شراب مین اسقدر بدمست ہو گئے کہ کسی کو کسی کی خبر نہ تھی۔ چھہ بجے شام کو قلعہ مین سپاہیون کے لیے ایک عام ضیافت بھی تھی۔

۵ بجے شام کے آغا یوسف اونکو فوجدار اور قلعدار کی مجلس بنانے قلعہ مین گیا۔ اور اسی واقعہ پر تمام کارروائی کا دارومدار تھا۔

جب رات ہو گئی تو بہت سے سپاہی بدمستی کی حالت مین قصبہ کے اندر موجود تھے۔ تمام بستی مین اودھم مچا ہوا تھا اور سخت بدانتظامی کی حالت تھی رات کے وقت مین آغا یوسف کے گھر سے نکل کر اوس جگہ پہونچا جہان سے مین قلعہ کی دیوار پر چڑھنا چاہتا تھا۔ مین نے اپنی رائفل اور کارتوس کی پیٹی اور رسی کی سیڑھی ساتھ لے لی تھی۔ الغرض بڑی محنت کے بعد مین دیوار کے نیچے پہونچا۔ مین نے ایک ربڑ کی غلیل بھی ساتھ لے لی تھی۔ چنانچہ زیر دیوار قلعہ پہونچکر مین نے ایک ریشمی تاگے کی گولی رسی کی سیڑھی کے سرے مین باندھی اور اوس گولی کا غلہ بنا کر دیوار پر پھینکا۔ وہان ہمارے آدمی جو لکڑیان لیکر گئے تھے موجود تھے اونھون نے گولی اٹھا کر رسی کی سیڑھی اوپر کھینچ لی اور فصیل کے سرے پر مضبوط باندھ دیا۔ بعد ازان ہمنے یکے بعد دیگرے سیڑھی کے ذریعے سے دیوار پر چڑھکر قلعہ مین اترنا شروع کیا اور سب کے سب قلعہ کے اندر پہونچ گئے لیکن یہ تمام کام نہایت خاموشی کے ساتھ انجام دیا گیا۔

الغرض قلعہ مین پہونچکر ہم لوگ وہان پہونچ گئے جہان پہلے سے قرار

پا چکا تھا۔

اسوقت قلعدار کا محل بقعہ نور بنا ہوا تھا اور اندر سے گانے بجانے کی آواز بخوبی آرہی تھین لیکن سنتری کوئی نہین تھا۔ اسوقت پانچ بجگئے تھے۔ اور ہم لوگ اندھیرے مین ہوکر محل کی دیوار کے نیچے جا لگے تھے۔ عین اسوقت محل کے اندر سے ایک چیخ کی آواز سنائی دی اور اوسکے بعد ہی کھڑکی کھلکر ایک ہاتھ دکھائی دیا جس نے رومال ہلایا۔ یہ ہاتھ یوسف اد غلو کا تھا جسنے قلعدار کی گردن پر استرا پھیر دیا تھا۔ اسی وقت ہم نے بھی بندوق داغ دی۔

بندوق کے فیر کی آواز ہوتے ہی قلعہ کے باہر قصبہ مین شور وغل کی آوازین آنے لگین اور تہلکہ مچگیا۔

ہم مین سے چھ آدمی کود کر محل مین داخل ہوے تاکہ یوسف اد غلو کی جان بچائی جاسکے۔ اور باقی ادس طرف دوڑے جہان لکڑیون کا ڈھیر لگا ہوا تھا اور اوسپر پٹرول چھڑک کر آگ لگادی۔

ہم لوگون نے جو محل مین داخل ہوئے تھے تہلکہ مچادیا اور ہر شخص کو جو نظر پڑا قتل کر ڈالا۔ گورنر کا گلا کٹا ہوا تھا اور اوسکی لاش کرسی کے نیچے پڑی ہوئی تھی لیکن افسوس ہے کہ اوسکے قریب ہی یوسف اد غلو بھی مرا پڑا تھا۔

محل سے نکلکر ہم لوگ باہر آئے۔ آگ کے شعلے آسمان سے باتین کر رہے تھے اور قصبہ کے اندر شور قیامت برپا تھا۔ پھاٹک کے نیچے لکڑی کی گاڑی پھنسی کھڑی تھی اور بانون نے پھاٹک بند کرنا چاہا جو بند نہو سکا ہمارے آدمیون نے پھاٹک پر قبضہ کر لیا۔

اسوقت نصف سے زیادہ روسی سپاہی قلعہ مین موجود تھے ایک افسر نے اونکو ٹھیک کیا اور اونھون نے بڑھکر پھاٹک پر حملہ کر دیا لیکن مین اوسی وقت چیرین صاحب کی جماعت ہماری مدد کو پہونچ گئی۔ آدھے آدمی ہم سے مل گئے اور آدھے قلعہ کے باہر سے آنیوالے سپاہیون کو روکنے لگے۔

لیکن تربیت یافتہ سپاہیون اور معمولی آدمیون کا کیا مقابلہ ہوسکتا ہے۔

ایک جدید حملہ کیا اور ہمکو سخت نقصان پہونچایا اور قریب تھا کہ ہم لوگ راہ فرار اختیار کریں کہ اتنے میں چھ کا گھنٹہ بجا اور فاصلہ پر قصبہ سے ایک بگل کی آواز سنائی دی۔

میں۔ اللہ اکبر! ترک آگئے۔

میرے نعرے سے اہل قصبہ میں نئی جان پڑ گئی اور انھوں نے خوب جان توڑ کر مقابلہ کیا اسکے بعد گھوڑوں کی ٹاپیں گونجتی سنائی دیں جن کے سواروں نے قریب آتے ہی اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔

اب روسی سپاہیوں کو بھی خطرہ کا احساس ہو گیا تھا اور [illegible] نے ایک آخری کوشش کرنی چاہی۔ انھوں نے حملہ کر کے [illegible] اور قریب تھا کہ وہ قلعہ میں داخل ہو کر [illegible] بند کر لیں لیکن اتنے میں ترکی فوج آپہونچی اور اوسنے روسیوں کو قتل کر دیا۔

بس اس کے بعد بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ قلعہ فتح ہو گیا ہماری تدبیریں راس آئیں اور خدا نے ہماری مدد کی۔ بعد ازاں ترکی حکومت نے مجھکو قلعہ کا گورنر بنا دیا اور مجھکو دفعتاً لفٹنٹ کے عہدہ پر ترقی [illegible]
بس اب میری داستان ختم ہوئی۔ اب ترکی حکومت میری کفیل ہے
زندہ باد ترکیہ! پائندہ باد ترکیہ!!

تمام شد